صائمہ اکرم چوہدری

سیاہ حاشیہ

سیاہ حاشیہ پار مت کرو۔ "پچھتاؤ گی۔ ایک نادیدہ آواز روکتی رہی لیکن وہ لڑکی نہ رکی۔ سیاہ حاشیہ عبور کر گئی اور تب اسے احساس ہوا کہ اپنے لیے جہنم خرید چکی ہے۔

☼ ☼ ☼

عدینہ کاٹھ کباڑ میں اپنی پرانی ڈائریاں تلاش کر رہی ہے تو اسے ایک کتبہ ملتا ہے۔ جس پر اس کی والدہ صالحہ رفیق کی تاریخ پیدائش اور تاریخ وفات درج ہوتی ہے۔ وہ بری طرح الجھ جاتی ہے۔ اس کی والدہ تو زندہ ہیں پھر یہ کتبہ کس نے اور کیوں بنوایا ہے۔ تب ہی اس کی والدہ صالحہ آجاتی ہیں اور کہتی ہیں کہ ڈائریاں تو انہوں نے ردی والے کو دے دی ہیں۔ عدینہ کو بہت دکھ ہوتا ہے پھر اسے کتبہ یاد آتا ہے تو وہ سوچتی ہے کہ عبداللہ سے اس کے متعلق پوچھے گی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ناولٹ

عبداللہ پابند صوم وصلوۃ وہ مسجد کا موذن بھی ہے اور اس نے عربی میں ایم فل کر رکھا ہے عدینہ کی اس کے ساتھ منگنی ہو چکی ہے۔ عدینہ ہاسٹل میں رہتی ہے اور میڈیکل کی تعلیم حاصل کر رہی ہے۔

عدینہ کے والد مولوی رفیق کا انتقال ہو چکا ہے۔ وہ اپنی ماں سے زیادہ دادی سے قریب ہے مونا اس کی کزن ہے۔ وہ حویلیاں شہر سے قرآن حفظ کرنے ان کے گھر آئی ہے۔

عدینہ عبداللہ سے بہت محبت کرتی ہے۔ عبداللہ بھی اسے چاہتا ہے لیکن شرعی اصولوں کے تحت زندگی گزارنے والی صالحہ آپا نے منگنی ہونے کے باوجود انہیں آپس میں بات چیت کی اجازت نہیں دی۔

شانزے ماڈل بننا چاہتی ہے۔ ریمپ پرواک کرتے ہوئے اس کا پاؤں مڑ جاتا ہے اور وہ گر جاتی ہے۔

ڈاکٹر بینش نیلی کوٹھی میں اپنے بیٹے ارحم کے ساتھ رہتی ہیں۔ ان کے شوہر کرنل ڈاکٹر حماد کا انتقال ہو چکا ہے۔

نیلی کوٹھی کے دوسرے حصے میں ان کے تایا ڈاکٹر جلال اپنی بیوی اور پوتی اوریدا کے ساتھ رہتے ہیں۔ ان کی دو شادی شدہ بیٹیاں ہیں اور اکلوتا بیٹا تیمور لندن میں مقیم ہے۔ بیوی کی وفات کے بعد تیمور نے اوریدا کو پاکستان اپنے باپ کے پاس بھجوا دیا ہے۔ بیٹا ماہیران کے پاس لندن میں ہے۔

اوریدا اور ارحم کی بہت دوستی ہے جو ڈاکٹر بینش کو بالکل پسند نہیں۔ ڈاکٹر بینش تیمور کے نام سے بھی نفرت کرتی ہیں۔

عبداللہ عدینہ کو اپنا سیل نمبر بھجواتا ہے۔ صالحہ آپا دیکھ لیتی ہیں۔ وہ شدید غصہ ہوتی ہیں اور نمبر پھاڑ کر پھینک دیتی ہیں۔

سرمد اپنے دوست کے پروڈکشن ہاؤس میں جاتا ہے تو وہاں شانزے کو دیکھتا ہے۔ شانزے اس کی منتیں کر رہی ہے کہ وہ ایک چانس اسے دے کر دیکھے۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

شانزے سخت مایوسی کا شکار ہے۔ رباب اس کی روم میٹ اسے تسلی دیتی ہے تو وہ بتاتی ہے کہ اس کا دنیا میں کوئی نہیں ہے صرف ایک پھوپھی ہیں جن کے گھر میں اسے کوئی پسند نہیں کرتا۔ اس کی ماں اسے پھینک کر چلی گئی تھی اور باپ کو کسی مذہبی جنونی نے قتل کردیا۔ شانزے کا خاندان مسلمان ہے لیکن وہ کسی مذہب کو نہیں مانتی۔ ہاسٹل میں رہنے کے لیے اس نے کالج میں داخلہ لے رکھا ہے۔ وہ شوبز میں اپنا نام بنانا چاہتی ہے۔

آپا صالحہ نے عدینہ کی عبداللہ سے منگنی توڑ دی ہے۔ عبداللہ عدینہ سے ایک بار بات کرنا چاہتا ہے۔ عدینہ چھت پر جاتی ہے تو عبداللہ وہاں آجاتا ہے۔ آپا دیکھ لیتی ہیں۔ وہ عدینہ کو برا بھلا کہتی ہیں اور اللہ کے عذاب سے ڈراتی ہیں۔

اوریدا ارصم کے ساتھ پیپر دینے جاتی ہے۔ ارصم باہر اس کا انتظار کرتا ہے۔ وہ اوریدا کو واپس لے کر آتا ہے تو ڈاکٹر بینش اسے بہت ڈانٹتی ہیں کیونکہ وہ ان کی گاڑی لے کر جاتا ہے۔ اوریدا اپنے باپ تیمور کو یہ بات بتاتی ہے تو وہ اس کو نئی گاڑی خرید کر دے دیتے ہیں' آغا جی کو یہ بات بری لگتی ہے۔

ٹی وی پر ایک مذہبی پروگرام دیکھتے ہوئے صالحہ آپا شدید جذباتی ہو کر رونے لگتی ہیں۔ عدینہ کو اسٹور روم کی صفائی کے دوران ایک تصویر ملتی ہے جو کسی مرد کی ہے۔

ارصم اوریدا کو گاڑی چلانا سکھاتا ہے۔ اوریدا کے امتحان میں کم نمبر آتے ہیں تو وہ پریشان ہو جاتی ہے۔

مونا عدینہ کو بتاتی ہے کہ آپا نے اس کی منگنی اس لیے توڑی کہ وہ چاہتی تھیں کہ عبداللہ عدینہ سے فوراً شادی کرلے۔ عبداللہ نے فوراً شادی سے انکار کردیا تھا۔

عبداللہ تبلیغی دورے پر جاتا ہے تو اس کا جہاز کریش ہو جاتا ہے۔ اور اس کے مرنے کی خبر آجاتی ہے۔

عدینہ پر عبداللہ کی موت کا گہرا اثر ہوتا ہے۔ وہ اپنی ماں سے بری طرح بدظن ہو جاتی ہے۔

شانزے جب بھی کوئی غلط کام کرنا چاہتی ہے کوئی حادثہ پیش آجاتا ہے۔ رباب اسے سمجھاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے غلط راستوں سے بچانا چاہتا ہے۔

ارسل' شانزے کو زخمی ہونے پر تسلی دیتا ہے' وہ بتاتا ہے کہ ایڈمیں کام کے لیے اس نے سفارش کی تھی۔ وہ کہتا ہے کہ شانزے اسے اپنا بھائی سمجھے۔

ارحم بہت اچھے نمبروں سے ایف ایس سی کرلیتا ہے۔ ڈاکٹر بینش اس خوشی میں ڈنر دیتی ہیں۔

عدینہ فیصلہ سنادیتی ہے کہ اسے ڈاکٹر نہیں بننا۔ یہ سنتے ہی آپا صالحہ شدید پریشان ہو جاتی ہیں۔

چھٹی قسط

عدینہ پاگلوں کی طرح بھاگتی ہوئی سیڑھیاں اُتر رہی تھی اور ایک دفعہ تو وہ سامنے سے آنے والی ایک خاتون سے بھی بری طرح ٹکرائی' جس نے اسے آؤ دیکھا نہ تاؤ بے نقط سنادیں۔ عدینہ نے نرمی سے اس عورت کا بازو پکڑ کر اسے ایک طرف کیا اور بے ربط سانسوں کے ساتھ وہ گراؤنڈ فلور پر پہنچ گئی۔ اسپتال کے فرش پر ایک ملازم فنائل کا پوچا لگا رہا تھا' عدینہ کا پاؤں گیلے فرش پر پھسلتے پھسلتے بچا۔

"بی بی! دھیان سے۔۔۔" اس ملازم نے پیچھے سے پکارا لیکن بی بی اپنے حواسوں میں ہی کہاں تھی۔

"عدینہ باجی! ٹھہریں تو سہی۔۔۔" مونا بھی اس کے پیچھے بھاگتی ہوئی آرہی تھی۔

"ارے رے۔۔۔ کیا ہو گیا تم لوگوں کو' کون سی آفت ٹوٹ پڑی۔" ایک خاتون نے ناگوار انداز سے انہیں بھاگتے دیکھا۔

وہ لوگوں کو دھکیلتی — پھولی ہوئی سانسوں کے ساتھ۔ پارکنگ میں پہنچی تو وہ شخص گاڑی میں بیٹھ چکا تھا۔ عدینہ بے تابی سے اس کی گاڑی کے پاس پہنچی اور ساتھ ہی اس کا دل دھک سے رہ گیا۔ وہ عبداللہ نہیں تھا' اس کی شباہت رکھنے والا کوئی اور نوجوان تھا۔ اس کو

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

روکنے کے لیے اٹھایا گیا عدینہ کا ہاتھ فضا میں ہی معلق رہ گیا۔ وہ گاڑی بڑھا کر جا چکا تھا۔

عدینہ کی آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو آ گئے۔ دو منٹ کے بعد موٹا اس کا تعاقب کرتے ہوئے وہاں پہنچی تو وہ خود بھی لمبے لمبے سانس لے رہی تھی۔ اس نے خوفزدہ نگاہوں سے عدینہ کے چہرے پر پھیلی مایوسی، افسردگی اور صدمے کی کیفیت سے اندازہ لگا لیا تھا کہ وہ کوئی اور تھا۔

"عدینہ باجی، وہ عبداللہ بھائی نہیں تھے۔۔۔" موٹا نے ماتھے پر آئی پسینے کی ننھی ننھی بوندیں صاف کرتے ہوئے اسے مخاطب کیا۔

"پتا نہیں کیوں، میرا دل دھوکا کھا گیا۔۔۔" عدینہ کے لہجے میں آنسوؤں کی آمیزش تھی۔

"اچھا اب اس طرح زمین پر کیوں بیٹھ گئی ہیں۔" موٹا کو شرمندگی کا احساس ہوا، کیونکہ آس پاس سے گزرنے والے لوگ الجھن آمیز نگاہوں سے عدینہ کی طرف دیکھ رہے تھے۔ جس کا چہرہ اس وقت دھواں دھواں سا تھا۔

"ہاں چلو۔۔۔" عدینہ نے ہتھیلی کی پشت سے اپنی آنکھیں بے دردی سے رگڑیں۔

"اچھا، اب اپنا دل تو بُرا مت کریں، اللہ بہتر کرے گا۔۔۔" موٹا اسے تسلی کے علاوہ اور کیا دے سکتی تھی۔

"مجھے پتا ہے اب میری زندگی میں کچھ بھی اچھا نہیں ہوگا۔" عدینہ اس وقت اپنے آپ سے بھی خفا لگ رہی تھی۔

"اچھا اچھا۔ بس کریں ناں۔۔۔" موٹا نے چلتے چلتے نرمی سے اس کا ہاتھ پکڑا۔ "خوامخواہ اپنا دل جلا رہی ہیں۔"

"دل تو کب کا جل کر راکھ ہو چکا۔ اب تو بس پچھتاوؤں اور یادوں کا دھواں اٹھتا ہے، جو کسی پل چین لینے نہیں دیتا۔" وہ اب تیز تیز چل رہی تھی۔

"پتا نہیں کیوں، مجھے ایسا لگتا ہے جیسے۔۔۔" موٹا نے بات ادھوری چھوڑی۔ عدینہ چلتے چلتے رک گئی اور ناراض نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا۔

"اب یہ مت کہنا کہ وہ مر چکا ہے اور مجھے اس حقیقت کو تسلیم کر لینا چاہیے۔۔۔" عدینہ نے اس کے ذہن میں ابھرنے والی سوچ کو پڑھا۔ موٹا اچھی خاصی شرمندہ سی ہو گئی کیونکہ حقیقتاً وہ یہی سوچ رہی تھی۔ اس کا دل ماننے کو تیار نہیں تھا کہ عبداللہ زندہ ہے اس نے جس طرح سے اس کی ماں کو اس کی یاد میں بلکتے ہوئے دیکھا تھا، وہ کتنا بھی عدینہ سے خفا ہوتا کم از کم اپنی ماں کو تو اپنی خیریت سے آگاہ کر سکتا تھا۔

عدینہ نے وہ سارا دن بہت اذیت میں گزارا تھا، وہ آپا صالحہ کے کمرے کے ایک کونے میں چپ چاپ بیٹھی اپنے پیروں کے ناخنوں کو گھورتی رہی، اس کے چہرے پر اتنا دکھ تھا کہ ایک دو دفعہ تو آپا صالحہ نے بھی ناراض ہونے کے باوجود اس پر ایک نظر ڈال ہی لی تھی۔ وہ کئی گھنٹے ایک ہی پوزیشن میں بیٹھی رہی۔ آپا کو آج اسپتال سے فارغ کر دیا گیا تھا۔ راولپنڈی سے گاؤں تک کا سفر بھی اس نے گونگے کا گڑ کھا کر ہی کیا تھا، اور گھر آ کر وہ خاموشی سے اپنے کمرے میں آ کر لیٹ

WWW.PAKSOCIETY.COM
READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

گئی۔ آج اسے ایک دفعہ پھر ماضی کی خوشگوار یادوں کے ساتھ ایک اذیت ناک سفر کرنا تھا۔

☼ ☼ ☼

بڑے ابا کا غصہ کسی طور کم ہونے میں نہیں آرہا تھا۔ وہ پچھلے ایک گھنٹے سے کمرے میں ٹہل رہے تھے اور وقتاً" فوقتاً" ایک بدگمان سی نگاہ بڑی اماں کے چہرے پر ڈال لیتے تھے جو اس وقت سخت بوکھلائی ہوئی لگ رہی تھیں۔ خود ان کے ماتھے کے بل گہرے ہی ہوتے جا رہے تھے۔ ماہیر کی اچانک آمد کو انہوں نے ذہنی طور پر ابھی قبول نہیں کیا تھا۔ وہ سمجھ رہے تھے بڑی اماں سارے معاملات سے باخبر تھیں۔ یہی سوچ ان کے غصے میں اضافے کا باعث بن رہی تھی۔

"اچھا تو اس وجہ سے آج گھر میں تفصیلی صفائیوں کا سلسلہ شروع کر رکھا تھا۔" انہوں نے فوراً" ہی فرد جرم عائد کی۔

"کیا مطلب ہے آپ کا۔۔۔" بڑی اماں کو دھچکا سا لگا۔

"آپ کو پتا تھا تیمور کا بیٹا آج پاکستان آرہا ہے اور آپ نے اس بات کو مجھ سے چھپایا۔" ان کے اس الزام پر بڑی اماں تڑپ اٹھیں۔

"آپ خوامخواہ میرے اوپر الزام مت لگائیں' اس نے اوریدا کی دفعہ کون سا مجھ سے پوچھا تھا جو ماہیر کی دفعہ میری اجازت لے گا۔" انہوں نے بیزاری سے سر جھٹکا۔

"تو آخر آپ کے بیٹے کی ان حرکتوں کا مقصد کیا ہے؟" ان کا پارہ ایک دم ہی چڑھا تھا۔

"مجھے کیا پتا' ہو سکتا ہے ماہیر اپنی بہن سے ملنے آیا ہو' ظاہر ہے ہم اسے روک تھوڑی سکتے ہیں۔" بڑی اماں کا مزاج بھی برہم ہوا۔

"کیوں نہیں روک سکتے۔۔۔" وہ ایک دم بھڑک اٹھے۔ "اس کے باپ کا گھر ہے کیا؟" وہ غصے میں کافی غلط جملہ بول گئے تھے' بڑی اماں کو نہ چاہتے ہوئے بھی ہنسی آگئی۔ "ظاہر ہے اس کے باپ کا ہی گھر ہے۔"

بڑی اماں نے ہنس کر انہیں یاد دلانے کی کوشش کی۔ جب کہ جلال صاحب کا موڈ ہنوز خراب تھا اور اب تو اس میں اور شدت آگئی تھی۔

"نہیں ہوں میں اس ناہنجار کا باپ' میری صرف ایک بیٹی ہے طیبہ جلال اور کوئی نہیں۔" انہوں نے بھی بے رخی کے سارے ریکارڈ توڑے۔

"آپ کے اس طرح کہنے سے خون کا رشتہ ختم تھوڑی ہو جائے گا۔" وہ محتاط انداز میں گویا ہوئیں۔

"ہونہہ۔۔۔" انہوں نے نفرت آمیز انداز سے ہنکارا بھرا۔ "پہلے بیٹی کو بھجوا دیا' اب بیٹا منہ اٹھا کر آگیا ہے' کل کو خود تشریف لے آئے گا۔"

"آپ کچھ بھی کہیں لیکن میں آپ کو بتا رہی ہوں' مجھے ماہیر کی آمد کی کوئی اطلاع نہیں تھی۔" بڑی اماں نے اپنی طرف سے ان کا دل صاف کرنا چاہا۔

"دیکھو شائستہ بیگم! آج سے کئی سال پہلے بھی تم نے مجھ سے غلط بیانی کی تھی اور مجھے اندھیرے میں رکھا تھا' جس کی بھاری قیمت مجھے خاندان کی عزت گنوا کے ادا کرنی پڑی' تم اب پھر۔۔۔" مارے اشتعال کے ان سے اپنا جملہ مکمل نہ ہوا۔

"ماضی کی باتوں پر پڑی گرد کو مت جھاڑیں جلال صاحب۔" وہ ناراضی سے کھڑی ہوئیں۔ "ان میں سے کسی ایک آئینے میں آپ کو اپنا چہرہ بھی نظر آجائے گا۔" ان کے لہجے سے ہی نہیں آنکھوں سے بھی غصہ جھلکا۔

"کیا مطلب ہے تمہارا۔۔۔" جلال صاحب تڑپ اٹھے۔

"مطلب و طلب آپ کو اچھی طرح سے پتا ہے' میں کبھی بھی اولاد کی غلطیوں کی چشم پوشی کی قائل نہیں' میں نے اسی رات آپ کو خبردار کر دیا تھا کہ ہوائیں کس رخ پر چل رہی ہیں۔۔۔" بڑی اماں کے چہرے پر چٹانوں کی سی سختی ابھری۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"ہاں اس وقت جب پلوں کے نیچے سے سارا پانی بہہ چکا تھا۔۔۔" جلال صاحب آج بھی اپنی غلطی ماننے کو تیار نہیں تھے۔

"تو ٹھیک ہے۔ آپ کو اتنا ہی غصہ ہے نا تیمور پر' تو عاق کردیں اسے' گھر سے نکال باہر کریں اس کی اولاد کو' دل کی جگہ پتھر ہی تو رکھا ہوا ہے آپ نے۔"

بڑی اماں کا تو آج انداز ہی بدلا ہوا تھا۔ جلال صاحب ہلکا سا ٹھٹکے' غور سے اپنی زوجہ کا چہرہ دیکھا' ان کے چہرے کے ایک ایک نقش سے ناراضی اور غصہ مترشح تھا۔ وہ آج اپنی جون میں نہیں تھیں۔ اپنی بات مکمل کر کے وہ رکی نہیں اور غصے سے دروازہ کھولا اور پٹاخ کر کے بند کیا' ایک لمحے کو تو جلال صاحب بھی ہل سے گئے۔

بڑی اماں جیسے ہی جلال صاحب کے کمرے سے نکلیں' سامنے ماہیر لاؤنج میں اپنا بڑا سا بریف کیس کھولے اس میں سے اوریدا کو' لائے ہوئے گفٹس نکال کر دے رہا تھا۔ اوریدا کے چہرے پر ایک بڑی بے ساختہ فطری خوشی چھلک رہی تھی۔ وہ ان دونوں کو نظر انداز کر کے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئیں' ان کا ارادہ تیمور سے بات کرنے کا تھا۔

"کم از کم تم مجھے تو بتا دیتے کہ ماہیر پاکستان آرہا ہے۔"

بڑی اماں کے لہجے میں ایک دل کو دکھاتی ہوئی سنجیدگی تھی۔

"کیا ہوا اماں! ابا نے کچھ کہا ہے کیا؟" تیمور نے بالکل درست اندازہ لگایا۔

"تو اور کیا' گھر میں مارشل لاء لگائے بیٹھے ہیں' سارا غصہ مجھ پر نکال رہے ہیں۔" انہوں نے بھی صاف صاف بات کرنے کی ٹھانی۔

"انہیں تو لگتا ہے اس گھر میں دن رات ان کے خلاف سازشیں ہوتی ہیں' جن میں میرا بھی ہاتھ ہوتا ہے۔" وہ تپی ہوئی تھیں۔

"ماہیر کا آنا ان کے نزدیک کوئی سازش ہے کیا؟" تیمور کو بھی اب بے تکی بات پر غصہ آگیا۔

"تمہارے باوا کو تو یہی لگ رہا ہے نا۔۔۔" بڑی اماں نے بیزاری سے گردن کو جھٹکا دیا۔

"لیکن اماں' ماہیر کی تو طیبہ کے بیٹے سے گہری دوستی ہے' اور ابھی بھی وہ میرے کہنے پر نہیں' سرمد کے کہنے پر پاکستان آیا ہے۔ دونوں مل کر کوئی بزنس کرنا چاہتے ہیں۔" تیمور نے جھنجھلا کر صفائی دی۔

"میاں! مجھے تو یہ سبق مت پڑھاؤ' سب پتا ہے مجھے' جا کر اپنے باوا کے دماغ میں ڈالو' شام سے میرے پیچھے ہاتھ منہ دھو کر پڑے ہوئے ہیں۔" انہوں نے چڑ کر جواب دیا۔

"ابا کو پہلے کبھی کوئی بات آسانی سے سمجھ آئی ہے' جو یہ آئے گی۔۔۔" تیمور نے بھی کئی گلے دل میں پال رکھے تھے۔

"جب بھی غصہ آتا ہے' پرانی کہانیاں کھول کر بیٹھ جاتے ہیں' آج تو میں نے بھی لحاظ نہیں کیا' ٹھیک ٹھاک سنا کر آئی ہوں۔" بڑی اماں کی بات پر تیمور کا دل تاسف کے گہرے احساس سے بھر گیا۔

"آپ کو پتا تو ہے ان کی عادت کا' کیوں بحث کرتی ہیں پھر۔۔۔" تیمور افسردہ سے انداز میں گویا ہوئے۔

"ہاں تو میں نے کوئی ٹھیکہ تھوڑی لے رکھا ہے ان کی جلی کٹی سننے کا۔۔۔" انہوں نے بھی بے رخی سے جواب دیا۔

"ان کی پہلے ہی طبیعت ٹھیک نہیں ہے اوپر سے آپ۔۔۔" تیمور ناراضی کا اظہار کرتے کرتے چپ ہوا۔

"کچھ نہیں ہوا ان کی طبیعت کو' ابھی آجائے ان کی چہیتی بینش اور تھوڑی ہی دیر بعد قہقہوں کی آوازیں آنے لگیں گی۔" بڑی اماں کو آج ضرورت سے زیادہ ہی ان پر غصہ تھا اور کسی طور بھی ان کو بخشنے کو تیار نہیں تھیں۔

"ماہیر ملا ابا سے۔۔۔؟" انہوں نے تھوڑا سا جھک کر پوچھا۔

"ارے کہاں ڈھنگ سے ملے ہیں اس بے چارے سے' دیکھتے ہی ایسا سکتہ ہوا' جو اپنے کمرے میں جا کر ہی ٹوٹا۔" بڑی اماں کے ماتھے کے بل گہرے

WWW.PAKSOCIETY.COM
READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ہوئے' تیمور ہزاروں میل دور بیٹھا بھی صورت حال کا اندازہ کر سکتا تھا۔

"ویسے کتنے دن کے لیے آیا ہے ماہیر۔۔۔" بڑی اماں کو آخر وہ سوال یاد آ ہی گیا' جس کے لیے انہوں نے فون کھڑکایا تھا۔

"دن ون کا تو پتا نہیں' وہ تو مستقل رہنے کے ارادے سے ہی آیا ہے۔" تیمور کی بات پر بڑی اماں کا دل دھک سے رہ گیا۔

"مستقل۔۔۔؟" وہ آنے والے دنوں کا سوچ کر ہی چپ ہو گئیں۔

"ہاں اسٹڈیز تو اس کی کمپلیٹ ہو گئی' کوئی ایڈورٹائزنگ ایجنسی کھولنا چاہتا تھا سرمد کے ساتھ مل کر پاکستان میں۔" تیمور نے شرمندگی سے وضاحت کی

"پاکستان کے کون سے بزنس کے حوالے سے حالات اچھے ہیں۔" بڑی اماں نے انہیں سمجھانے کی کوشش کی۔

"وہ تو ماہیر جب یہاں رہے گا تو خود دیکھ لے گا' باقی اس کی مرضی۔"

تیمور نے بات کو لپیٹا تو بڑی اماں ایک دم ہی خاموش ہو گئیں۔ اتنا تو انہیں بھی اندازہ ہو گیا تھا کہ ماہیر اور اوریدا کے مزاجوں میں زمین آسمان کا فرق ہے' وہ اپنی بہن کے مقابلے میں کہیں زیادہ پُراعتماد' بے باک اور کسی حد تک منہ پھٹ بھی واقع ہوا تھا۔ وہ سوچ سکتی تھیں کہ مستقبل میں جلال صاحب اور ماہیر تیمور کے درمیاں کون کون سی جنگیں ہونے والی ہیں۔ دونوں ہی ایک دوسرے کی ٹکر کے تھے۔

☼ ☼ ☼

"تمہیں بیٹھے بٹھائے پاکستان آنے کی کیا سوجھی؟" اوریدا اپنے گفٹیس بٹور کر اب بڑے آرام سے ماہیر سے پوچھ رہی تھی جو پھلوں کی ٹوکری سامنے رکھے' بے تکلفی سے کیلے کھانے میں مگن تھا اور ساتھ ساتھ ایک نظر سامنے دیوار پر لگی ایل سی ڈی پر بھی ڈال لیتا تھا جہاں کسی اسپورٹس چینل پر ریسلنگ کا ایک دلچسپ مقابلہ دکھایا جا رہا تھا۔

"پتا تو ہے تمہیں' مجھے ایڈونچر کا کتنا شوق ہے۔۔۔" اس نے ٹوکری سے سیب نکالا اور لاپروائی سے کھانے لگا۔

"بڑے ابا کا موڈ خاصا خراب ہے۔۔۔" اوریدا نے اپنے سے پانچ سال بڑے بھائی کو سمجھانے کی کوشش کی۔

"سو واٹ۔۔۔" وہ ناک چڑھا کر بولا۔ "ان کا اپنا موڈ ہے' چاہے خراب کریں یا اچھا رکھیں' ہم کیا کر سکتے ہیں۔" ماہیر کسی بھی چیز کو اپنے سر پر سوار کرنے کا قائل نہیں تھا۔

"مجھے لگتا ہے انہوں نے بڑی اماں سے بھی جھگڑا کیا ہے۔" اوریدا نے اسے ایک نئی اطلاع دی۔ جس کا کم از کم ماہیر پر کوئی اثر نہیں ہوا۔

"ایک بات تو بتاؤ اوریدا۔۔۔" وہ ریموٹ کنٹرول سے ٹی وی کی آواز آہستہ کرتے ہوئے سنبھل کر بولا تو اوریدا نے سوالیہ نگاہوں سے اپنے بھائی کی طرف دیکھا' جس کے آنے سے کم از کم وہ خود کو بہت طاقتور سمجھنے لگی تھی۔

"تم نے بڑے ابا اور بڑی اماں کو ضرورت سے زیادہ کیوں اپنے حواسوں پر سوار کر رکھا ہے۔۔۔؟" ماہیر نے اس کی کلاس لینے کا ارادہ کیا۔

"ظاہر ہے میں ان کے گھر میں جو رہتی ہوں۔۔۔" اوریدا نے خفت زدہ انداز میں جواب دیا۔

"یہ ان کا ہی نہیں' ہمارے پاپا کا بھی گھر ہے اور فیوچر میں ہمارے پاپا ہی اس گھر کے والی وارث ہیں۔" ماہیر کی بات نے اوریدا کو حیران کیا۔ "مجھے تو سخت مایوسی ہو رہی ہے تمہیں دیکھ کر' تم اپنا سارا کانفیڈنس لوز کر چکی ہو' اس سے کہیں زیادہ کانفیڈنٹ تم انگلینڈ میں تھیں۔"

"مجھے بڑے ابا اور آنٹی بینش کی ناراضی سے بہت ڈر لگتا ہے۔۔۔" اوریدا کے منہ سے پھسلا۔

"اب یہ آنٹی بینش درمیان میں کہاں سے آ گئیں'

WWW.PAKSOCIETY.COM
READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

وہ پاپا کی سیکنڈ کزن ہیں' ہمارا ان سے کیا لینا دینا۔۔۔" ماہیر کو غصہ آیا۔

"وہ ارصم کی ماما ہیں اور ارصم میرا بیسٹ فرینڈ ہے۔" اوریدا نے جھنجھلا کر اسے سمجھانے کی کوشش کی۔

"تو ارصم کی ماما ہونے کا مطلب یہ تھوڑی ہے کہ انہیں سب کو ڈی گریڈ کرنے کا حق حاصل ہو گیا ہے۔" ماہیر کو دو ڈھائی سال بعد اپنی بہن سے ملنے کے بعد سخت مایوسی ہو رہی تھی' وہ دل ہی دل میں پاپا سے بھی لڑنے کا منصوبہ بنا چکا تھا۔ جنہوں نے اسے پاکستان بھجوا کر سخت زیادتی کی تھی۔

"میں نے ایسا تھوڑی کہا ہے۔۔۔" اوریدا نے بوکھلا کر جواب دیا تو وہ خاموش ہو گیا' لیکن اس کے چہرے پر ناراضی کے رنگ نمایاں تھے۔ اسی لمحے بڑے مصروف انداز میں آنٹی بینش لاؤنج میں داخل ہوئیں۔ اندر داخل ہوتے ہی ماہیر کو دیکھ کر انہیں جھٹکا سا لگا۔ وہ وہیں کھڑی ہو گئیں اور پھٹی پھٹی سی نگاہوں سے ماہیر کو دیکھنے لگیں۔

"تیمور۔۔۔!" ان کے حلق سے دبی ہوئی سرگوشی کی صورت میں نکلا۔

"السلام علیکم' آئی ایم ماہیر تیمور۔۔۔" وہ ایک دم ہی کھڑا ہوا اور ان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اپنا تعارف کرواتا ہوا ایک لمحے کو تو بینش کے بھی چھکے چھڑا گیا۔

"وعلیکم۔۔۔" انہوں نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا اور اس پر سے نظریں ہٹائیں' وہ اپنے باپ کی طرح ہینڈسم اور دراز قد تھا۔

"بڑے ابا کہاں ہیں۔۔۔؟" انہوں نے خود کو سنبھالتے ہوئے اوریدا کی طرف دیکھا' جس کا رنگ انہیں دیکھتے ہی حسب عادت فق ہو چکا تھا۔

"اسٹڈی میں۔۔۔" ماہیر نے پُراعتماد انداز میں جواب دیا۔ "چلیں میں آپ کو لے چلتا ہوں۔"

"نو تھینکس' مجھے معلوم ہے اسٹڈی کہاں ہے۔" ڈاکٹر بینش کے جتاتے ہوئے انداز پر وہ ہلکا سا مسکرایا۔ "پھر بھی آپ گیسٹ ہیں اور اچھا نہیں لگتا۔" وہ ان کے بالکل پاس آکر کھڑا ہو گیا۔

"بیٹا' گیسٹ میں نہیں۔ آپ ہیں' میں تو شروع سے ہی اسی گھر میں رہ رہی ہوں۔" بینش کو سامنے کھڑے لڑکے کی پُراعتماد نظروں سے الجھن ہو رہی تھی' جو ان کی بات پر باقاعدہ ہنسا تھا۔

"ارے آنٹی میں گیسٹ کہاں سے ہوا؟ یہ گھر میرے پاپا تیمور جلال کے نام پر ہے اور میں تیمور جلال کا اکلوتا بیٹا ہوں' اس حوالے سے اس گھر میں میری کیا حیثیت ہے' آپ خود اندازہ کر سکتی ہیں۔" اس نے پہلی ہی بال پر ڈاکٹر بینش کو بولڈ کیا تھا۔

"مطلب یہ کہ کوئی اس گھر میں ساری زندگی بھی گزار دے تو اس کی وہ حیثیت نہیں ہو سکتی' جو ماہیر تیمور کی ہے۔ سمپل سی بات ہے۔" بڑی اماں نے سیڑھیوں سے اترتے ہوئے ماہیر اور بینش کے درمیان ہونے والی اس بحث کو بڑے مزے سے سنا۔

کشیدگی کے اس سخت ماحول میں بینش کے چہرے پر پھیلی خجالت نے بڑی اماں کے دل میں سکون کے کئی پھول کھلا دیے' انہیں پہلی دفعہ احساس ہوا کہ ماہیر کی یہاں آمد میں قدرت کی طرف سے کوئی بھید چھپا ہے۔ انہیں اب سکون سے اس بھید کے کھلنے کا انتظار کرنا تھا۔ ڈاکٹر بینش نے ایک سرد سی نگاہ ماہیر پر ڈالی اور تیزی سے ڈاکٹر جلال کی اسٹڈی کی طرف بڑھ گئیں۔ اوریدا نے خوفزدہ نگاہوں سے پہلے ماہیر اور پھر بڑی اماں کے مسکراتے ہوئے چہرے کی طرف دیکھا۔

"میں اپنے چاند کے لیے رات کے کھانے پر کیا بنواؤں۔۔۔؟" بڑی اماں کا شیرنی میں ڈوبا ہوا لہجہ اوریدا اور ماہیر دونوں کو چونکا گیا۔

"آلو والے چاول' لوکی کا رائتہ اور چکن کباب۔۔۔" ماہیر بڑے مزے سے انہیں اپنا مینو بتانے لگا' اوریدا نے رشک بھری نگاہوں سے اپنے بڑے بھائی کو دیکھا' وہ مر کر بھی اس کے جیسی نہیں بن سکتی تھی۔

☆ ☆ ☆

"بس بھی کرو بیٹا' کیوں اپنا بی پی ہائی کر رہی ہو۔"

WWW.PAKSOCIETY.COM
READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

آغا جی نے اخبار سے نظر ہٹا کر بینش کی طرف دیکھا۔ ارصم بھی آج ویک اینڈ پر گھر پہنچا تھا اور پچھلے دس منٹ سے اپنی ماں کو گرجتا برستا' دیکھ رہا تھا۔ وہ ابھی کچھ دیر پہلے ہی بڑے ابا کے پورشن سے لوٹی تھیں اور وہاں ماہیر سے ہونے والی ملاقات نے ان کے جذبات کو خاصا مجروح کیا تھا۔

"آپ سوچ نہیں سکتے آغا جی' کتنی لمبی زبان ہے تیمور کے بیٹے کی ..." وہ مسلسل ایک ہی بات کی گردان کیے جا رہی تھیں۔ ارصم نے الجھ کر اپنی ماں کا چہرہ دیکھا' بعض دفعہ وہ ان کے رویّے کو خود بھی سمجھنے سے قاصر ہو جاتا اور کبھی کبھی تو اسے اپنی ماں کی ڈگریوں پر بھی شک ہونے لگتا کیونکہ ان میں اور کسی گھریلو سی لڑاکا خاتون میں کوئی فرق ہی باقی نہیں رہتا تھا۔

"ظاہر ہے ساری زندگی اس کی یورپ میں گزری ہے' وہاں کے بہترین تعلیمی اداروں میں پڑھا ہے۔ کانفیڈنٹ تو ہو گا ناں۔" آغا جی کو ابھی تک ماہیر سے ملنے کا اتفاق نہیں ہوا تھا۔

"کانفیڈنٹ نہیں اوور کانفیڈنٹ کہیں' اوریدا سے کہیں زیادہ بدتمیز اور منہ پھٹ ہے۔" وہ ایک دفعہ پھر غصے سے ٹہلنے لگیں۔

"اوریدا کو خیر میں نے کسی سے بھی بدتمیزی کرتے تو نہیں دیکھا' اب تم غلط بات تو مت کرو بینش۔"

آغا جی بھی کبھی کبھی ضرورت سے زیادہ ہی سچ بولنے لگتے۔ بینش نے کھا جانے والی نگاہوں سے سامنے بیٹھے اپنے والد اور اکلوتے بیٹے کو دیکھا' ان میں سے کسی ایک نے بھی ان کی حمایت میں ایک بیان تک جاری نہیں کیا تھا اس لیے وہ دل ہی دل میں خوب تلملا رہی تھیں۔

"مجھے تیمور کے بیٹے کے ارادے کچھ اچھے نہیں لگ رہے ..." انہوں نے اوریدا کے متعلق مزید گل افشانی کرنے سے بہتر سمجھا کہ اپنی توجہ ایک جانب ہی رکھیں۔

"مثلاً" ..." آغا جی کا سادہ سا انداز بھی انہیں چڑا گیا۔

"میں دیکھ رہی ہوں آغا جی! آپ مسلسل تیمور کے بچوں کو فیور کر رہے ہیں۔"

"میں تم سے صرف اتنا پوچھ رہا ہوں کہ کس بات پر تمہیں ماہیر کے ارادے مشکوک لگ رہے ہیں۔" آغا جی تھوڑا سنبھل کر نرمی سے بولے۔

"وہ بڑے ابا کے گھر پر قبضہ کرنا چاہتا ہے۔" بینش کی بات پر آغا جی ایسے مسکرائے جیسے کوئی بڑا کسی چھوٹے کی بچکانہ بات پر مسکراتا ہے۔

"یہ پورا گھر تو شروع سے ہی تیمور کے نام پر ہے' وہ اس پر مزید کیا قبضہ کرے گا؟" آغا جی نے انہیں لاجواب کیا۔

"وہ ہمیں یہاں سے بے دخل کرنا چاہتا ہو گا ..." وہ ایک نکتہ تلاش کر ہی لائیں۔

"ماما پلیز' بس کر دیں اب ..." ارصم سنبھل کر گویا ہوا۔ "میں ایک ہفتے بعد آیا ہوں اور آپ بجائے میرا حال پوچھنے کے' دوسروں کو فضول میں ڈسکس کیے جا رہی ہیں۔" ارصم کا موڈ ٹھیک ٹھاک خراب ہوا۔

"میں تمہیں بتا رہی ہوں ارصم! کوئی ضرورت نہیں ہے ماہیر کو زیادہ منہ لگانے کی ..." انہوں نے اس کی ناراضی کو خاطر میں لائے بغیر انگلی اٹھا کر وارننگ دی تو وہ جھنجھلا کر اٹھ کھڑا ہوا۔

"فی الحال تو آپ اس منہ میں ڈالنے کے لیے کچھ دے دیں' قسم سے سخت بھوک لگ رہی ہے' دوپہر میں ہاسٹل میں بھی کچھ نہیں کھایا تھا۔" ارصم کی بات پر وہ تھوڑی سی شرمندہ ہوئیں۔

"ملازمہ سے کہتی ہوں وہ کھانا لگا دیتی ہے' تم جا کر فریش ہو جاؤ ..." بینش نے خدا خدا کر کے موضوع بدلا اور کچن کی طرف بڑھ گئیں۔ آغا جی اور ارصم دونوں نے ہی پرسکون ہو کر سانس لیا۔

"آغا جی' ویسے کیسا ہے ماہیر؟" ارصم نے بینش کے کمرے سے نکلتے ہی سرگوشی میں پوچھا تو وہ اس کی بے تابی پر ہنس پڑے۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

"سچ پوچھو تو برخوردار' ابھی تک ملاقات کا شرف حاصل نہیں ہوا' لیکن تمہاری ماں کی باتوں سے لگ رہا ہے' خاصی مزے کی چیز ہے۔ سوچ رہا ہوں' کل بینش کے اسپتال جانے کے بعد اس سے مل کر آؤں۔۔۔" آغا جی نے دوستانہ انداز میں اپنے عزائم سے آگاہ کیا۔

"اور میں سوچ رہا ہوں کہ اوریدا کو فون کر کے اسے باہر کہیں کے ایف سی یا میکڈونلڈ پر بلوالوں۔" اس نے ہلکے پھلکے انداز میں اپنا منصوبہ بھی بتایا۔

"دھیان سے بیٹا' تمہاری ماں کو پتا چل گیا تو جان چھڑانی مشکل ہو جائے گی۔۔۔" آغا جی نے اپنے نواسے کی طرف محبت بھری نگاہوں سے دیکھا' کچھ بھی تھا انہیں اپنا یہ نواسا' اپنی بیٹی سے زیادہ عزیز تھا۔ وہ عادتاً" بالکل اپنے باپ اور نانا پر تھا' ماں کے مزاج سے اس نے کوئی چیز نہیں لی تھی۔

"ٹینشن مت لیں آغا جی' اب ماما کو قابو کرنے کے سارے طریقے آگئے ہیں مجھے۔۔۔" ارصم نے اپنے کمرے کی طرف جاتے ہوئے ان کی تسلی کروائی تو وہ مسکراتے ہوئے پھر اخبار پر جھک گئے۔

ارصم نے اپنے کمرے میں پہنچتے ہی سامان ایک طرف رکھا اور سیل فون پر اوریدا کا نمبر ملا کر کاؤچ پر ڈھیر ہو گیا۔ دوسری طرف اوریدا نے فوراً" ہی اس کا فون اٹھا لیا تھا۔ وہ اس سے بات کرنے کے لیے پہلے سے بے چین تھی۔

"تم سوچ نہیں سکتے ہو ارصم' بڑے ابا کا موڈ کتنا خراب ہے۔۔۔" اوریدا کے لہجے کی پریشانی سے وہ اندازہ لگا سکتا تھا کہ بڑے ابا کا پارہ کس ڈگری پر ہو گا۔

"انہوں نے ماہیر سے تو کچھ نہیں کہا نا۔۔۔" ارصم نے ڈرتے ڈرتے پوچھا۔ اتنا تو اسے بھی اندازہ تھا کہ بڑے ابا' اس کی والدہ کی طرح بدلحاظ ہونے میں بالکل بھی وقت نہیں لگاتے تھے۔

"نہیں۔۔۔" اوریدا کی بات پر ارصم کے حلق سے ایک پرسکون سانس خارج ہوئی۔ "اور بڑی اماں کا مزاج کیسا ہے۔۔۔؟"

"وہ تو بہت خوش ہیں' مجھے تو لفٹ نہیں کرواتی تھیں اور ماہیر کے آگے پیچھے پھر رہی ہیں' ظاہر ہے وہ ان کا پوتا جو ہوا۔" ارصم کے سامنے آتے ہی اوریدا کو اپنے سارے دکھ یاد آگئے۔

"شرم کرو' اپنے سگے بھائی سے جیلس ہو رہی ہو۔" ارصم نے اسے جان بوجھ کر چھیڑا اور وہ چھڑ بھی گئی۔

"میں ماہیر سے جیلس نہیں ہو رہی ہوں بلکہ مجھے بڑی اماں کی زیادتی پر افسوس ہو رہا ہے' بھلا کوئی ایسے بھی سگی اولاد کے بچوں کے درمیان فرق کرتا ہے۔" اوریدا کے جل کر بولنے پر وہ ہنسا اور ہنستا ہی چلا گیا۔

"تم کبھی نہیں بدل سکتی ہو اوریدا۔۔۔" اس نے بمشکل اپنی ہنسی پر قابو پا کر کہا۔

"تم میرا مذاق اڑا رہے ہو ناں۔" اوریدا کو کافی دیر بعد احساس ہوا تو اس نے فوراً" تردید کی۔ "میں ایسی جرات کر سکتا ہوں بھلا' میں تو سوچ رہا تھا کہ تم اپنے سے پانچ سال بڑے ماہیر کو کیسے اس کا نام لے کر دھڑلے سے مخاطب کرتی ہو۔"

"تو اور کیا کہوں۔۔۔" اوریدا حیران ہوئی۔

"کم از کم اس کے نام کے آگے پیچھے بھائی کا لفظ ہی لگا لو' بڑی اماں نے سن لیا تو پھر جھاڑ پڑ جائے گی تمہیں۔" ارصم نے مفت مشورہ دیا۔

"وہ تو پڑ بھی چکی۔۔۔" اوریدا نے مسکرا کر اطلاع دی' تو وہ ایک دفعہ پھر ہنس پڑا۔ اگلا ایک گھنٹہ ان دونوں نے بے شمار' بے معنی قسم کی باتوں میں گزار دیا۔

ملازمہ ارصم کو بلانے آئی تو تب اس نے فون بند کیا تھا دوسری طرف اوریدا پورے ایک ہفتے کی روداد اسے سنا کر بالکل ہلکی پھلکی ہو چکی تھی اور اب وہ ماہیر کے سامنے "ارصم نامہ" شروع کر چکی تھی۔

"اچھا دوست ہے تمہارا' ملنے تک تو آیا نہیں تم سے۔۔۔" ماہیر نے اپنے آئی پیڈ سے نظریں ہٹائے بغیر اسے تنگ کیا۔

"ابھی دو گھنٹے پہلے تو آیا ہے' کھانا وانا کھا کر ہی آئے گا ناں۔۔۔" اوریدا نے فوراً" اس کی جانب سے صفائی

WWW.PAKSOCIETY.COM
READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

دی۔

"کھانا وانا کھا کر آئے گا یا اپنی ماما کو سلا کر اور اطمینان کر کے پھر چوری چھپے آئے گا۔" ماہیر کا لہجہ تو شرارتی تھا لیکن اس کے بالکل درست اندازے پر وہ ایک لمحے کو بالکل ہکا بکا رہ گئی۔ ماہیر کو پاکستان آئے ہوئے بمشکل چند ہی گھنٹے ہوئے تھے، لیکن وہ ان چند گھنٹوں میں بہت سی چیزوں کو سمجھ چکا تھا، جنہیں سمجھنے میں خود اوریدا نے کئی مہینے لگا دیے تھے۔

"ہاں اس کی ماما تو واقعی یہاں آنے پر بہت چڑتی ہیں۔" اس نے افسردگی سے بتایا۔

"ویسے ان کے ساتھ مسئلہ کیا ہے...؟ کیا دماغ کا اوپر والا پورشن خالی ہے ان کا۔" ماہیر ابھی بھی غیر سنجیدہ تھا۔

"تمہیں پتا ہے ماہیر، آنٹی بینش کی پاپا کے ساتھ انگیجمنٹ ہوئی تھی ماضی میں۔" اوریدا نے اپنی طرف سے بڑا انکشاف کرنے کی کوشش کی۔

"تھینکس گاڈ! پاپا کی ان کے ساتھ شادی نہیں ہوئی، کم از کم اتنی بدمزاج ماما میں تو افورڈ ہی نہیں کر سکتا تھا۔" ماہیر نے اس بات پر اتنی لاپروائی سے تبصرہ کیا کہ چند لمحے تک اوریدا کچھ بول ہی نہیں سکی۔ "تمہیں حیرت نہیں ہوئی؟"

"ہرگز نہیں... اس میں حیرانی کی کیا بات ہے۔ یہ تو عام سی بات ہے۔" ماہیر پر مغربی رنگ کافی حد تک چڑھ چکا تھا۔ اوریدا کے پاس اس بات کا کوئی جواب نہیں تھا۔ دوسری طرف ماہیر نے جانچتی نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا۔

"اوریدا! میں نوٹ کر رہا ہوں تم اس گھریلو پالیٹکس میں کچھ ضرورت سے زیادہ ہی دلچسپی لے رہی ہو۔"

"تو اور کیا کروں، میرے علاوہ یہاں کوئی اور لڑکی بھی تو نہیں ہے..." اوریدا نے اپنی مجبوری بتائی۔

"اپنا ایف ایس سی کا زبردست سا میرٹ بناؤ، تم اتنی ڈفر تو نہیں تھیں، جتنی یہاں آکر ہو چکی ہو۔" ماہیر نے اس کی کلاس لی۔

"پڑھ تو رہی ہوں۔" وہ ہولے سے منمنائی۔

"وہ تو میں نے یہاں آکر دیکھ لیا ہے کہ تم کتنا پڑھ رہی ہو، اب روز میں خود تمہارے ٹیسٹ لیا کروں گا، میں دیکھتا ہوں، تم کیسے نہیں مارکس لیتی ہو۔" ماہیر کی بات پر اوریدا کا سانس حلق میں ہی اٹک گیا، اتنا تو وہ بھی جانتی تھی کہ وہ اسٹڈی کے معاملے میں بالکل ارصم کی طرح کریزی تھا۔

"پاکستان آکر کوئی لفٹ ہی نہیں..." سرمد اچانک ہی دروازہ کھول کر لاؤنج میں داخل ہوا تھا۔ اوریدا کے لیے اس کی آمد کسی بڑی خوشی سے کم نہیں تھی کیونکہ ماہیر کی توجہ اس کی جانب سے ہٹ کر سرمد کی طرف ہو چکی تھی۔ سرمد اور ماہیر دونوں گرم جوشی سے مل رہے تھے دونوں کی اسکائپ اور وائبر پر کافی فرینڈشپ ہو چکی تھی۔ دونوں تقریباً ہم عمر تھے۔

"اوریدا، اسٹرابیری کا اچھا سا شیک تو پلواؤ..." ماہیر کی فرمائش پر اوریدا نے وہاں سے کھسکنے میں ہی عافیت جانی، لیکن سرمد کی نگاہوں نے دور تک اس کا تعاقب کیا تھا۔

☼ ☼ ☼

موسم بدل چکا تھا۔ سردیوں کی آمد آمد تھی۔ آپا صالحہ کو ہسپتال سے گھر آئے ہوئے ایک ہفتہ ہو چکا تھا۔ اور پچھلے ایک ہفتے سے عدینہ بالکل خاموش تھی۔ وہ سارا سارا دن قرآن پاک کھولے اسے حفظ کرنے میں مصروف رہتی۔ وہ تیزی سے اسے ختم کر رہی تھی۔ مدرسے سے فارغ ہونے کے بعد وہ اکثر صحن میں لگے جامن کے درخت کے نیچے چارپائی بچھا کر لیٹ جاتی۔ آج اس کا ٹھکانہ مٹی کا چولہا تھا جو بے بے نے اپنی سہولت کے لیے بنا رکھا تھا۔ انہیں سوئی گیس کے چولہے پر کام کرنے میں بالکل مزا نہیں آتا تھا۔

"عدینہ باجی! ایک بات کہوں..." مونا اس کے پاس آکر بیٹھ گئی۔

"ہاں بولو..." عدینہ جھاڑو کے تنکے سے راکھ کرید رہی تھی۔

"جو چیزیں صرف دکھ اور رنج کا باعث بنیں، انسان

WWW.PAKSOCIETY.COM
READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کو انہیں بھلا دینا چاہیے۔" مونا نے اسے سمجھانے کی کوشش کی۔

"ہاں' تم بالکل ٹھیک کہتی ہو' میں بھی عبداللہ کو بھلانے کی کوشش کروں گی۔" اس کے متفق ہونے پر مونا ہکا بکا رہ گئی' اسے کہاں عدینہ سے اس جملے کی امید تھی' وہ تو ہر دفعہ اس بات کے جواب میں اسے محبت کے نام پر ایک لمبا سا لیکچر دینے لگتی تھی۔

"مجھے لگتا ہے وہ واقعی زندہ نہیں ہے۔۔۔" عدینہ بمشکل بولی تو مونا نے سوالیہ نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا۔

"اگر عبداللہ زندہ ہوتا تو یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ مجھ سے رابطہ نہ کرتا۔" عدینہ کی خوش فہم محبت' اعتماد بھرے انداز سے گویا ہوئی۔ مونا بالکل ہی لاجواب ہو گئی۔

"محبت میں اگر کھوٹ نہ ہو تو دل کی بات دل تک ضرور جاتی ہے ورنہ ایسا کیسے ممکن ہے کہ ایک شخص سے آپ کے دل کے تار جڑے ہوں اور اسے دوسرے دل کی پریشانی اور دکھ کا اندازہ نہ ہو سکے۔" عدینہ کے لہجے سے اداسی ٹپکی۔

"ہاں کہتی تو آپ ٹھیک ہیں۔۔۔" مونا نے فوراً" ہی اس کی تائید کی۔ اسی لمحے آپا صالحہ ایک تکیہ اور چادر اٹھائے کمرے سے باہر نکلیں۔ انہوں نے صحن میں چارپائی بچھائی اور لیٹ گئیں۔ وہ کچھ عرصے سے بالکل ہی خاموش ہو گئی تھیں۔ انہوں نے خود کو نماز اور عبادات میں مگن کر لیا تھا۔ بے بے ان سے باتیں کرتی جاتیں اور وہ ہوں' ہاں سے زیادہ کسی بات کا جواب نہیں دیتی تھیں' تنگ آکر بے بے خود ہی ان کے پاس سے اٹھ کر آجاتیں۔

"آپا' باہر تو ٹھنڈ بڑھ جائے گی' آپ یہاں آکر کیوں لیٹ گئی ہیں۔" مونا کو اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ سونے کے ارادے سے آئی ہیں۔

"اندر میرا دم گھٹ رہا تھا۔" انہوں نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا' مونا نے گھبرا کر عدینہ کی طرف دیکھا۔ وہ بھی خاموشی سے آپا صالحہ کے سرہانے آکر کھڑی ہو گئی تھی۔

"لیکن رات کو تو شبنم گرتی ہے اور موسم سرد ہو جاتا ہے۔" مونا نے انہیں یاد دلانے کی کوشش کی۔

"فکر نہ کرو' یہ چند شبنم کے قطرے میرے اندر جلتے آتش فشاں کو بجھانے کے لیے ناکافی ہیں۔" وہ تلخ انداز سے گویا ہوئیں۔

عدینہ نے بہت غور سے اپنی ماں کا جھریوں سے بھرا چہرہ دیکھا' وہ چند ہی دنوں میں بہت بوڑھی لگنے لگی تھیں۔ اس وقت وہ ایک ایسے کھنڈر کی مانند لگ رہی تھیں جو اپنے زمانے میں پوری آب و تاب کے ساتھ چمکتا ہو۔ ان کے چہرے پر کیا نہیں تھا' دکھ' غم' پچھتاوا اور رنجیدگی۔۔۔

عدینہ کا دل تاسف کے گہرے احساس سے بھر گیا۔ اسے نہ جانے کیا ہوا وہ خاموشی سے آپا صالحہ کی چارپائی پر ان کے پاس آکر بیٹھ گئی۔ آپا صالحہ کے سپاٹ چہرے پر کوئی تغیر رونما نہیں ہوا۔ عدینہ کے دل میں کوئی جوار بھاٹا اٹھا اور وہ ایک دم ہی آپا صالحہ سے چمٹ گئی۔ مونا کے ساتھ ساتھ آپا صالحہ بھی گھبرا سی گئیں۔ عدینہ ان کے وجود کے ساتھ لپٹے ہوئے بلند آواز میں رو رہی تھی۔ اس کے رونے کی آواز سن کر بے بے عشاء کی نماز ادھوری چھوڑ کر صحن کی طرف بھاگ کر آئیں۔ سامنے بڑا عجیب سا منظر تھا۔ رات کی چاندنی میں ایک جوان وجود ایک بوڑھے وجود سے لپٹا ہچکیوں میں رو رہا تھا۔

"امی! مجھے معاف کر دیں' پلیز۔۔۔ مجھے معاف کر دیں۔" عدینہ نے پتا نہیں کتنے سالوں کے بعد انہیں "آپا" کے بجائے "امی" کہا تھا۔ آپا صالحہ کے جلتے ہوئے وجود پر کوئی ٹھنڈی آبشار پوری قوت سے گری۔ ان کی آنکھوں سے بھی بے آواز آنسو بہنے لگے۔ مونا اور بے بے بھی یہ جذباتی منظر دیکھ کر رونے لگیں۔ کئی سال سے جمی سرد مہری کی برف اس چاندنی رات میں ایک دم ہی پگھلی تھی۔ آسمان پر موجود چاند بھی اس ملاپ پر مسکرایا۔

آپا صالحہ کو لگا کہ جنت کی کسی کھڑکی کا پٹ ان کی

WWW.PAKSOCIETY.COM
READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

جانب کھلا ہے۔ ایک دلفریب ٹھنڈی ہوا نے انہیں اپنے حصار میں لیا۔ ذہن میں جلتا ہوا تندور ایک دم ہی سرد ہوا۔ وہ خواب نہیں دیکھ رہی تھیں' لیکن خواب جیسی اس حقیقت پر یقین کرنا بھی تو مشکل تھا۔ انہوں نے اپنی آنکھوں کو زور سے میچا اور پھر کھولا' سامنے وہی منظر تھا۔ آپا صالحہ کو لگا اللہ کے کرم کی وسعت کو ناپنا انسان کے بس کی بات نہیں۔

"آپ میرا میڈیکل کالج میں ایڈمیشن کروا دیں' مجھے آپ کا خواب پورا کرنا ہے۔" وہ ایک معصوم بچے کی طرح رو رہی تھی' جسے ایک دم ہی اپنی غلطی کا احساس ہو جائے۔ اس درخواست کے بعد عدینہ کو اپنا وجود روئی کے گالے کی طرح ہلکا پھلکا سا محسوس ہوا۔

"پگلی نہ ہو تو' بھلا ایسے بھی کوئی رات کو روتا ہے۔" بے بے نے آگے بڑھ کر آہستگی سے عدینہ کو آپا صالحہ سے علیحدہ کیا' وہ ہتھیلی کی پشت سے اپنی آنکھیں صاف کر رہی تھی۔ آپا صالحہ نے ہاتھ کے اشارے سے بے بے کو منع کیا کہ وہ عدینہ کو علیحدہ نہ کریں' آج کتنے سالوں کے بعد ان کی ممتا کی تسکین ہوئی تھی' انہوں نے اپنی ذات پر جو خود ساختہ پہرے لگا رکھے تھے' وہ سارے ایک جھٹکے سے ٹوٹ گئے تھے۔

"پہلے قرآن پاک تو پورا حفظ کر لو' میں انشاء اللہ اگلے سال تمہارا ایڈمیشن کرا دوں گی۔" عدینہ ان کی گود میں سر رکھے لیٹی تھی۔ انہوں نے نرمی سے اس کے بالوں میں انگلیاں پھیریں۔ مونا اور بے بے دونوں اندر کی جانب بڑھ گئیں۔ وہ چاہتی تھیں کہ آج کی رات دونوں ماں بیٹی کے درمیان آنے والے صدیوں کے فاصلے' ختم ہو جائیں۔

وہ فاصلے جنہوں نے دلوں پر بدگمانی کی کائی جما دی تھی' جنہوں نے آنکھوں کے آگے دھند کی چادر تان دی تھی۔ وہ دونوں ریل کی پٹڑی کی طرح صرف ساتھ ساتھ چل رہی تھیں' کوئی ایسا ٹریک نہیں تھا جہاں یہ دونوں پٹڑیاں یکجا ہو جاتیں' لیکن آج شاید قدرت کو ان پر رحم آ ہی گیا تھا۔

"آپ نے مجھے معاف کر دیا ناں۔۔۔" عدینہ نے آپا صالحہ کا سرد ہاتھ پکڑ کر التجائیہ انداز سے کہا۔ چاند کی دھیمی سی روشنی میں بھی وہ آپا صالحہ کے چہرے پر پھیلی چمک کو دیکھ سکتی تھی۔ انہوں نے اثبات میں سر ہلایا۔

"مجھے معلوم تھا' کوئی بھی ماں' اپنی اولاد سے زیادہ دیر تک ناراض نہیں رہ سکتی۔" عدینہ روتے روتے مسکرائی۔ اس کی اس بات پر آپا صالحہ کو جھٹکا سا لگا۔

"ایسا نہیں ہے عدینہ۔۔۔" آپا صالحہ اسے بتانا چاہتی تھیں۔ "کبھی کبھی مائیں بھی اپنے بچوں سے دل سے خفا ہو جاتی ہیں اور جب ماں کا دل دکھے تو اللہ بھی ان سے ناراض ہو جاتا ہے اور جس سے اللہ خفا ہو جائے اسے دنیا کے کسی حصے میں امان نہیں ملتی۔ بدقسمتی' دکھ اور غم اس کے وجود کے ساتھ چمٹ جاتے ہیں اور وہ زمانے کی ٹھوکروں کی زد میں آجاتا ہے۔ اس کی حیثیت خزاں کی زد میں آئے ہوئے ایک آوارہ پتے سے زیادہ نہیں ہوتی۔" آپا صالحہ بالکل خاموش تھیں' اور ان کی آنکھوں سے بے آواز آنسو بہہ رہے تھے۔ جسے پہلی دفعہ انہوں نے عدینہ سے چھپانے کی کوشش نہیں کی تھی۔

"آج آپ کو کیا ہوا عدینہ باجی۔۔۔" رات کو مونا اپنا تکیہ اٹھائے اس کے کمرے میں چلی آئی' عدینہ دیوار سے ٹیک لگائے کسی گہری سوچ میں تھی۔

"مجھے لگا' میں نے آپا کا دل دکھایا ہے اور اسی کی اللہ نے مجھے سزا دی ہے۔۔۔" عدینہ نے صاف گوئی سے جواب دیا۔

"کیسی سزا۔۔۔؟" مونا حیران ہوئی۔

"جب اللہ کسی سے دل کا سکون چھین لیتا ہے تو اس کے پیچھے کوئی نہ کوئی وجہ ضرور ہوتی ہے۔ انسان کی بے قراری اور بے چینی بعض دفعہ بہت سے نادانستہ طور پر کیے گئے گناہوں کا بھی نتیجہ ہوتی ہے۔"

عدینہ خاموشی سے اٹھی اور وضو کرنے کے لیے واش روم کی طرف بڑھ گئی۔

"پتا ہے عدینہ باجی' مجھے ایسا لگا جیسے آپ نے شادی سے بچنے کے لیے دوبارہ ایڈمیشن لینے کا ارادہ کیا

WWW.PAKSOCIETY.COM
READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

ہے۔" وہ جیسے ہی وضو کر کے کمرے میں آئی' مونا نے مسکراتے ہوئے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

"اصل میں مجھے ایک بات سمجھ میں آگئی ہے۔" عدینہ نے الماری کھول کر جائے نماز نکالی۔

"وہ کیا۔۔۔؟" مونا بے تابی سے بولی۔

"کچھ چیزیں اللہ تعالیٰ انسان کی قسمت میں انمٹ سیاہی سے لکھ دیتا ہے۔ وہاں پر تدبیر بھی بے بس ہو جاتی ہے۔ ایسے میں اللہ کی رضا میں راضی ہونے میں ہی آسانی اور سکون ہوتا ہے۔" عدینہ نے جائے نماز بچھائی۔

"کیا اسی لیے آپ نے اتنا بڑا فیصلہ کر لیا؟" مونا فوراً" ہی اس کے پاس آن کھڑی ہوئی۔ وہ جو نیت کے لیے ہاتھ اٹھانے ہی والی تھی ایک لمبی سانس لے کر رہ گئی۔ اس نے سنجیدہ نظروں سے اپنی کزن کا حیران چہرہ دیکھا۔

"پتا نہیں۔۔۔" عدینہ نے صاف گوئی سے کہا۔ "بعض فیصلے آپ سے صرف اللہ کرواتا ہے اور اللہ کے کیے گئے آسمانی فیصلوں کے جواز زمیں پر نہیں ڈھونڈا کرتے۔"

عدینہ نے اپنی بات مکمل کرتے ہی نیت باندھ لی۔ مونا اس کی بات پر دل ہی دل میں متفق ہوتے ہوئے دوبارہ پلنگ پر آکر بیٹھ گئی۔ بعض دفعہ اسے عدینہ اور آپا ایک دم ہی حیران کر دیتی تھیں' جیسے آج ان دونوں نے پھر حیران کر دیا تھا۔

☼ ☼ ☼

شانزے اور رباب کے کمرے میں موت کا سا سکوت طاری تھا۔ پہلا موقع تھا کہ شانزے بالکل خاموش اور سپاٹ چہرے کے ساتھ اپنی روم میٹ کو اطلاع دے چکی تھی کہ اس کی فلم کا پروڈیوسر کچھ اختلافات کی وجہ سے ادھوری فلم چھوڑ کر ملک سے جا چکا ہے اور یہ فلم بھی بہت سی دوسری موویز کی طرح کسی ڈبے میں پڑی اپنی بد قسمتی کو رو رہی تھی۔ سرمد نے بہت مشکل سے اسے یہ خبر دی تھی' اس کا خیال تھا کہ شانزے ہمیشہ کی طرح رونا دھونا شروع کر دے گی۔ لیکن اس پر تو لگتا تھا جیسے صدمے سے سکتہ طاری ہو گیا تھا۔

"آخر ہوا کیا۔۔۔؟" رباب پریشان سے انداز میں اس کے بالکل پاس آن بیٹھی۔ "تمہاری موووی کا تو سیونٹی پرسینٹ کام ہو چکا تھا۔"

"پروڈیوسر کا اس فلم کے ہیرو اور ڈائریکٹر کے ساتھ کوئی بڑا اختلاف ہو گیا ہے۔۔۔" شانزے نے سرمد کے منہ سے سنی ہوئی بات یہاں بھی دہرا دی۔

"وہ لوگ پاگل تو نہیں ہو گئے' اتنا کام کر کے اور اتنا پیسہ لگا کر بیچ میں چھوڑ دیا۔" رباب کو ایک دم ہی غصہ آیا۔

"سرمد بھائی بتا رہے تھے یہ انا کی جنگ ہے اور انا کی جنگ میں روپیہ پیسہ' وقت کچھ بھی نہیں دیکھا جاتا۔" وہ اب بیدردی سے اپنے ناخنوں پر لگی پرپل کلر کی نیل پالش کھرچنے لگی۔ جو صبح اس نے بڑی محنت سے لگائی تھی۔

"تم بات کر کے دیکھو۔۔۔" رباب سے اس کی پریشان شکل دیکھی نہیں جا رہی تھی۔

"کس سے۔۔۔؟" شانزے نے الجھ کر اپنی مخلص دوست کا بے غرض سا چہرہ دیکھا۔

"بھئی پروڈیوسر سے پوچھو' تمہارا کیا قصور ہے۔ آخر وہ اپنی فضول جنگ میں تمہارا مستقبل کیوں داؤ پر لگا رہے ہیں؟" رباب کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ خود اس سے بات کرنے پہنچ جائے۔

"اپنے مفادات کی جنگ میں لوگ صرف اپنے بارے میں سوچتے ہیں' دوسروں کے بارے میں کوئی احمق ہی سوچتا ہو گا۔" شانزے ہلکا سا چڑ کر بولی۔

"بس ٹھیک ہے' تم بھی دفع کرو اسے اور اپنی اسٹڈی کی طرف دھیان دو۔" رباب نے اٹھ کر کمرے میں پھیلی چیزوں کو سمیٹنا شروع کر دیا۔

"رباب' آج مجھے شدت سے ایک بات کا احساس ہوا ہے۔۔۔" شانزے دیوار سے ٹیک لگا کر سنجیدگی سے گویا ہوئی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"کس بات کا...؟" رباب حیران ہوئی۔
"میری پھپھو ہمیشہ کہتی تھیں کہ میری ماں ایک بد قسمت عورت تھی، مجھے لگتا ہے، مجھے بھی بد قسمتی جینز میں اس کی طرف سے ملی ہے۔"
"ایسی فضول باتیں نہیں کرتے..." رباب نے اس کے ہائی ہیل سینڈل اٹھا کر الماری میں رکھے۔
"رباب! آئی ایم سیریس..." وہ جھنجھلا سی گئی۔
"تم میری زندگی کا جائزہ لو، تمہیں خود بخود احساس ہو جائے گا کہ کس طرح میرے بنتے ہوئے کام بگڑ جاتے ہیں۔ میں سونے کو بھی ہاتھ لگاتی ہوں تو وہ پیتل بن جاتا ہے۔ مجھے یقین ہے میں کسی سرسبز درخت کو بھی ہاتھ لگاؤں گی تو وہ سوکھ کر تباہ ہو جائے گا۔" وہ حد درجہ خود ترسی کا شکار ہو رہی تھی۔
"زندگی میں بہت سارے لوگوں کے ساتھ ایسا ہوتا ہے، لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ بد قسمت ہیں بلکہ اس کا یہ مطلب ہے کہ اللہ نے ان کے لیے اس سے بہتر چیز رکھی ہوتی ہے۔" رباب نے نرمی سے اسے سمجھانا چاہا۔
"یہ محض کو دل بہلانے کی باتیں ہیں، اور کچھ نہیں۔" وہ استہزائیہ انداز سے گویا ہوئی۔
"تم ان سب چیزوں کو چھوڑ کیوں نہیں دیتیں..." رباب نے ہلکا سا جھک کر کہا۔
"تو بتا دو کیا کروں۔ ایٹم بم بناؤں یا ورلڈ بینک میں جاب کر لوں۔" شانزے کو ایک دم ہی غصہ آگیا۔
"تم بس وہ کرو، جو اللہ چاہتا ہے۔" رباب نے آہستگی سے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔
"مجھے کیسے پتا چلے گا کہ اللہ مجھ سے کیا چاہتا ہے؟" اس نے طنزیہ لہجے میں پوچھا۔ "میں نہ تو کوئی ولی اللہ ہوں، جسے سچے خواب آتے ہوں نہ میرا وجدان اتنا پاور فل ہے جو مستقبل کی چیزوں کو جان سکے۔" وہ آہستہ آہستہ شدید ڈپریشن کی طرف جا رہی تھی۔
"تم بس وہ سب کام چھوڑ دو، جن میں اللہ کی طرف سے رکاوٹیں آ رہی ہیں۔" رباب نے خلوص دل سے کہا۔
"یہ بھی تو ہو سکتا ہے وہ رکاوٹ نہ ہو بلکہ آزمائش ہو، جو میرے جذبے کی طاقت کو پرکھنے کے لیے کی جا رہی ہو۔"
شانزے سے بحث میں جیتنا آسان تھوڑی تھا۔ وہ آخری دم تک لڑنے کی قائل تھی۔
"ہر وہ کام جو اللہ کے نزدیک پسندیدہ نہ ہو، اگر اس میں کوئی مسئلہ آ رہا ہے تو صاف بات ہے یہ آزمائش نہیں بلکہ رکاوٹ ہے، ایک تنبیہہ ہے جو اللہ اپنے کسی پیارے کو کسی کام سے بچانے کے لیے کر رہا ہے۔"
رباب نے سنجیدگی سے اپنی بات کی وضاحت کی تو شانزے ایک دم لاجواب ہو گئی۔ اس نے کچھ لمحے رباب کا بے ریا چہرہ دیکھا اور پھر چادر اٹھائی اور سر پر تان لی، رباب کو پتا چل گیا تھا وہ اب ساری رات خاموشی سے اس ناکامی کا سوگ منائے گی اور صبح ہوتے ہی وہ ایک نئے جذبے کے ساتھ پھر تازہ دم ہو چکی ہو گی۔ یہی شانزے کی سب سے بڑی خوبی تھی۔

☆ ☆ ☆

"کیا کہا ہاشم نے..." بختاور فون سن کر اپنے کمرے میں آئی تو نیلم بے چینی سے اس کی منتظر تھی۔ اس وقت رات کے ساڑھے دس بج رہے تھے اور پورے ہاسٹل میں کافی حد تک خاموشی ڈیرے ڈال چکی تھی۔
"تمہیں کس نے کہا کہ ہاشم کی کال تھی۔" بختاور نے پھیکی سی مسکراہٹ کے ساتھ اپنی روم میٹ کا چہرہ دیکھا۔ کچھ عرصے سے وہ دونوں ہی ایک دوسرے کے دکھ سکھ کی ساتھی تھیں اور ایک دوسرے کی خوشیاں اور پریشانیاں، الہام کی طرح ان کے دل پر اترتی تھیں۔
"ظاہر ہے، اس وقت تمہیں گھر سے تو کال آنے سے رہی..." نیلم نے اپنا بستر جھاڑتے ہوئے لاپروائی سے کہا۔
"ہاں ہاشم ہی تھا..." وہ مایوس سے انداز سے اپنے بستر پر بیٹھ گئی، جو کچھ دیر پہلے ہی نیلم نے سیٹ کیا تھا۔
"کیا کہا اس نے؟ کب بھجوائے گا اپنے گھر والوں کو

WWW.PAKSOCIETY.COM
READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

تمہارے ہاں؟" نیلم کی سوئی آج کل اسی ایک بات پر اٹکی ہوئی تھی۔

"کبھی بھی نہیں...." بختاور کے افسردہ سے انداز پر نیلم کو جھٹکا سا لگا۔ "کیوں؟ کیا پرابلم ہے اس کے ساتھ؟" نیلم کا مزاج برہم ہوا۔

"اس کے اپنے والدین کے ساتھ کچھ اختلافات ہو گئے ہیں، جس کی وجہ سے ان سے رابطہ کرنا نہیں چاہتا۔ میں نے تمہیں بتایا تو تھا" بختاور سر جھکائے اسے خفت زدہ انداز میں بتا رہی تھی۔ سچ بات تو یہ تھی کہ اسے آج ہاشم نے خاصا مایوس کیا تھا۔

"تو اس طرح چھڑے چھانٹ کو کون رشتہ دے گا؟ اس سے کہو، منہ دھو رکھے۔ کوئی ضرورت نہیں دوبارہ اس سے رابطہ کرنے کی۔" نیلم نے غصے سے اپنے بیڈ کی چادر زور زور سے جھاڑنا شروع کر دی۔ بختاور نے اس کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا۔

"پھر کیا سوچا ہے تم نے....؟" بختاور کو اس کی خاموشی سے کسی انہونی کا احساس ہوا۔

"کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا، ایسا لگتا ہے جیسے کسی بند گلی میں آ کر کھڑی ہو گئی ہوں۔" بختاور بہت زیادہ دل گرفتہ تھی۔

"دیکھو بختاور! کوئی بھی ایسا فیصلہ مت کرنا، جس سے تمہیں کل کو پچھتانا پڑے۔" نیلم اس کے پاس آ کر بیٹھ گئی۔

"میں ہاشم کے علاوہ کسی اور کے بارے میں سوچنا بھی گناہ سمجھتی ہوں، تمہیں اندازہ نہیں ہے نیلم اس شخص کی میری زندگی میں کیا اہمیت ہے۔" بختاور جذباتی انداز سے گویا ہوئی۔

"لیکن تمہارے والدین کبھی بھی نہیں مانیں گے۔" نیلم نے اسے یاد دلایا۔

"اگر ہاشم کے ساتھ میری شادی نہ ہوئی تو میں ساری زندگی شادی ہی نہیں کروں گی...." بختاور دل ہی دل میں اپنے والدین سے ٹھیک ٹھاک خفا ہو چکی تھی۔ نیلم کو ایک دم ہی اس سے ہمدردی محسوس ہوئی۔

"تم ہاشم سے کہو نا، وہ تمہاری خاطر اپنے والدین کو منا لے۔" نیلم نے اسے اکسایا۔

"وہ کہتا ہے کہ تم میری خاطر اپنے والدین کو منا لو۔" بختاور زبردستی مسکرائی۔

"عجیب احمق شخص ہے، اسے نہیں معلوم محبت کے سفر میں اگر کوئی لڑکی، کسی مرد کی ہاں میں ہاں ملا لے تو یہ کوئی چھوٹی بات نہیں ہوتی، وہ ایک آگ کا دریا عبور کر کے اپنے خاندان کی روایتوں سے انحراف کر کے اسے قبولیت کا درجہ بخشتی ہے تو اس مرد کو کم از کم اس سے مزید قربانیوں کی توقع تو نہیں رکھنی چاہیے۔"

"میں کیا کہہ سکتی ہوں...." بختاور کی آج سوچنے سمجھنے کی ساری صلاحیتیں ہی ماؤف ہو چکی تھیں۔

اگلے دن اتوار تھا اور صبح صبح ہی بختاور کی گھر سے کال آ گئی تھی اس کی بہن نے جھجکتے ہوئے اسے اطلاع دی تھی کہ بابا نے اس کا رشتہ طے کر دیا ہے اور اگلے ویک اینڈ پر اس کا نکاح ہے۔

"وہ مجھ سے پوچھے بغیر میرا رشتہ کیسے طے کر سکتے ہیں...." غصے سے اس کی آواز بلند ہوئی تو کوریڈور سے گزرتی دو لڑکیوں نے بے اختیار مڑ کر اس کی طرف دیکھا، وہ ریسپشن پر پی ٹی سی ایل فون کان سے لگائے کھڑی تھی۔

"دیکھو آپی! مجھے تو انہوں نے سختی سے منع کیا تھا کہ آپ کو نہ بتاؤں لیکن میں نے سوچا کہ آپ کو انفارم کرنا بہتر ہے تاکہ آپ ذہنی طور پر تیار ہو کر آئیں۔" اس کی بہن نے محتاط انداز سے اپنا نقطہ نظر بتایا۔

"کس کے ساتھ طے کیا ہے انہوں نے میرا رشتہ؟" بختاور نے انتہائی خراب موڈ کے ساتھ پوچھا۔

"انکل عباد کے بیٹے فیصل کے ساتھ، جو فزیشن بن رہے ہیں۔" اس اطلاع نے بختاور کا مزاج مزید برہم کیا، انکل عباد کی پوری فیملی اسے سخت ناپسند تھی۔

"بابا کا تو لگتا ہے واقعی دماغ خراب ہو گیا ہے۔" اس نے پوری قوت سے ریسیور کریڈل پر رکھا اور دھپ دھپ کرتی ہوئی فرسٹ فلور پر واقع اپنے کمرے میں آ گئی۔ اس نے کمرے میں داخل ہوتے ہی تکیہ اٹھا کر زمین پر مارا تھا۔ الیکٹرک کیٹل پر چائے

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

بناتی نیلم نے حیرانی سے اس کی طرف دیکھا۔ جس کا چہرہ غصے کی زیادتی سے سرخ ہو رہا تھا۔
"بختاور! کیا ہوا...؟" وہ پریشان ہوئی۔
"بابا نے میری بات طے کر دی ہے اور نکاح کا پروگرام سیٹ کر رہے ہیں۔" نیلم کے ہاتھ میں پکڑے کپ سے تھوڑی سی چائے چھلکی۔
"کس کے ساتھ...؟" نیلم کی پریشانی فطری تھی۔
"اپنے کسی فرینڈ کے بیٹے کے ساتھ..." بختاور نے منہ بنا کر اطلاع دی۔
"لیکن اتنی جلدی..."
"ہاں ڈر گئے ہوں گے کہیں ہاشم ان کے ہاں رشتہ مانگنے نہ آجائے۔" بختاور ان سے حد درجہ بدگمان ہو چکی تھی۔
"تم اپنی امی سے بات کر کے دیکھو اور انہیں سمجھاؤ وہ یہ سب اتنی جلدی میں مت کریں، تم کون سا کہیں بھاگی جا رہی ہو۔"
نیلم کے آخری جملے پر بختاور ایک دم چونکی اور کچھ بھی کہے بغیر کمرے سے نکل گئی۔ اس کے قدم اب ٹیلی فون بوتھ کی طرف تھے۔ اس نے کارڈ خریدا اور ابوبکر ہال کا نمبر ملایا، جو بزی جا رہا تھا۔ وہ آدھا گھنٹہ انتظار کرتی رہی، تب جا کر نمبر ملا اور اگلے پانچ منٹ کے بعد ہاشم ٹیلی فون پر تھا۔
"ہاشم! مجھے تم سے ابھی اور اسی وقت ملنا ہے..." بختاور نے سلام دعا کیے بغیر اسے کہا تو وہ اس کے لہجے کی سنجیدگی پر تھوڑا سا پریشان ہوا۔
"تو ٹھیک ہے آجاؤ، میں سینٹرل کینٹین کی طرف آ رہا ہوں۔" ہاشم کی بات پر اس نے فوراً فون رکھا اور واش روم میں جا کر دو چار ہلکے سے چھپاکے مارے اور اپنے کمرے میں جا کر الماری کھول کر کھڑی ہو گئی۔
"کہیں جا رہی ہو کیا...؟" نیلم نے اسے پریس شدہ سوٹ اٹھا کر واش روم کی طرف جاتے دیکھا تو پوچھے بنا نہ رہ سکی۔ بختاور نے ہلکا سا اثبات میں سر ہلایا۔ "ہاں ہاشم سے ملنے..."
"کیمپس میں آ رہا ہے وہ...!" نیلم حیران ہوئی کیونکہ وہ چھٹی والے دن بختاور سے ملنے نہیں آتا تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ بختاور نے اسے فون کر کے بلایا تھا۔ یقیناً" وہ اس سے اپنے رشتے کی بات ڈسکس کرنے والی تھی۔ اگلے آدھے گھنٹے میں وہ ہاشم کے بالکل سامنے بیٹھی تھی۔
"معاف کرنا بختاور، تمہارے گھر والوں کا رویہ مجھے بہت عجیب لگا ہے..." ہاشم نے ساری بات سن کر بے تکلفانہ تبصرہ کیا۔ بختاور شرمندگی سے سر جھکا کر بیٹھ گئی۔ اس نے اس بات پر کوئی رائے نہیں دی۔
"تمہیں اتنی دور آ کر پڑھنے کی اجازت تو دے دی لیکن اپنی مرضی سے جینے کا حق نہیں دے رہے۔" ہاشم ضرورت سے زیادہ سنجیدہ ہوا۔
"بابا کا مزاج شروع سے ہی ایسا ہے، انہوں نے میرے بھائی کی منگنی بھی زبردستی میرے چچا کے ہاں کر رکھی ہے۔" بختاور نے دھیمے سے انداز میں اس کی معلومات میں اضافہ کیا۔ دونوں اس وقت سینٹرل لائبریری کے لان میں بیٹھے تھے۔ ہاشم نے ہاتھ میں چائے کا کپ اٹھا رکھا تھا اور بختاور کے سامنے رکھی چائے بالکل ٹھنڈی، یخ ہو چکی تھی۔
"کتنی زیادتی کی بات ہے، انہوں نے مجھ سے ایک دفعہ ملنا بھی گوارا نہیں کیا اور تمہاری زندگی کا فیصلہ کر دیا۔" ہاشم کا شکوہ بختاور کو بالکل جائز محسوس ہوا۔
"میں کیا کر سکتی ہوں ہاشم..." اس نے بے بس نظروں سے سامنے بیٹھے شخص کو دیکھا جو اس وقت اسے پوری دنیا سے زیادہ عزیز ہو گیا تھا۔
"اگر وہ تمہاری خواہش کا احترام نہیں کر رہے تو کیا تم نے سب کی امیدوں پر پورا اترنے کا ٹھیکہ لے رکھا ہے۔" ہاشم کا بس نہیں چل رہا تھا کہ بختاور کے بابا کو اٹھا کر کسی گمنام جزیرے پر پھینک آتا جو ان دونوں کی زندگی میں ولن بن کر آ گئے تھے۔
"میں اگر کوئی ایسا ویسا قدم اٹھاؤں گی تو میرے خاندان کی باقی لڑکیوں پر تعلیم کے راستے بند کر دیے جائیں گے۔" بختاور حد درجہ حساس تھی۔
"تمہاری زندگی برباد کر دی جائے گی، ایک ناپسندیدہ

WWW.PAKSOCIETY.COM
READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

شخص تم پر مسلط کر دیا جائے گا تو خاندان کی باقی لڑکیاں تمہیں بچانے آئیں گی کیا۔" ہاشم کو ایک دم ہی غصہ آیا۔

"لیکن ہاشم...." بختاور تذبذب کا شکار ہوئی۔

"لیکن ویکن کو چھوڑو بختاور' یہ تمہاری زندگی ہے اور زندگی بار بار نہیں ملتی' جب کوئی تمہارا خیال نہیں کر رہا تو تم اپنی زندگی کیوں داؤ پر لگا رہی ہو۔" ہاشم نے اسے سمجھانے کی کوشش کی۔

"میں بابا کی مرضی کے بغیر اتنا بڑا قدم کیسے اٹھا سکتی ہوں...." بختاور نے جھجک کر سامنے بیٹھے شخص کو دیکھا۔

"تو ٹھیک ہے پھر ان کی مرضی کے مطابق ڈاکٹر فیصل سے شادی کر لو...." وہ ناراضی سے کھڑا ہوا۔ بختاور کے ہاتھ پیر پھول گئے۔

"تم کہاں جا رہے ہو....؟" وہ بوکھلا سی گئی۔

"ہاسٹل...." وہ خفا ہو چکا تھا۔

"تم مجھے چھوڑ کر کیسے جا سکتے ہو ہاشم' یہ مسئلہ حل کرو۔ میں اسی لیے تو تمہارے پاس آئی ہوں۔" بختاور کی آنکھیں ایک دم بھیگ گئیں۔ وہ تھوڑا سا نرم پڑ گیا

"اگر میری بات نہیں ماننی تو میرے سامنے رونا بھی مت۔ اوکے...." اس نے انگلی اٹھا کر اسے وارننگ دی۔

"میری کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا' میں کیا کروں؟" بختاور کی آنکھوں سے نہ چاہتے ہوئے بھی آنسو پھسل گئے۔ ہاشم بے بس انداز سے دوبارہ کرسی پر بیٹھ گیا اور سامنے بیٹھی لڑکی کو غور سے دیکھنے لگا' وہ جز بز ہوئی۔ "ایسے کیوں دیکھ رہے ہو....؟"

"دیکھ رہا ہوں کہ لوگ کہتے ہیں محبت انسان کو بہادر بنا دیتی ہے لیکن تم پر تو اس کا الٹا ہی اثر ہوا ہے۔" اس نے برا سا منہ بنایا' وہ خاموشی سے روتی رہی۔

"یہ رونا دھونا بند کرو' پلیز۔ تمہیں پتا ہے ناں' تمہارے آنسو مجھے تکلیف دیتے ہیں...." ہاشم کا محبت بھرا انداز بختاور کے دل کا چین اڑا کر لے گیا۔ اس کا یہی حق جتاتا انداز اسے بھا گیا تھا۔ اس کی گہری نظروں سے وہ کسی موم کی گڑیا کی طرح پگھلنے لگتی تھی۔

"میں تمہیں بہت خوش رکھوں گا بختاور! میری بات مان لو' ہم دونوں ایک نئی دنیا بساتے ہیں' اپنا ایک چھوٹا سا پیارا سا گھر بناتے ہیں۔" ہاشم نے ایک دفعہ پھر اسے دن میں خواب دکھانے شروع کر دیے' بختاور نے بے بس انداز سے سر جھکا لیا....

"یہ ماں باپ' اولاد سے زیادہ دیر تک ناراض رہ ہی نہیں سکتے اور پھر تمہیں اپنے گھر میں خوش و خرم زندگی گزارتے دیکھ کر وہ خود اپنے فیصلے پر پچھتائیں گے۔" ابن آدم نے بنت حوا کی پلکوں پر ایک اور خوشنما خواب ٹانکا۔

"کیا واقعی ایسا ہو گا....؟" بختاور اس کے سحر میں آ چکی تھی' ہاشم نے سر ہلا کر فوراً" اس کی تائید کی۔ "تم یہ بات اپنے ذہن میں بٹھا لو کہ تمہارے والدین تمہارے ساتھ اچھا نہیں کر رہے' وہ بس کسی طرح تم پر اپنی مرضی مسلط کرنا چاہتے ہیں...."

"لیکن نیلم کہتی ہے' والدین' اولاد کے لیے کبھی غلط فیصلہ نہیں کرتے۔" بختاور جھجک کر بولی۔

"نیلم کو کیا پتا...." ہاشم استہزائیہ انداز میں ہنسا۔ "کبھی کبھی والدین صرف اپنی انا کو بچانے کے لیے اپنے بچوں کی زندگیاں برباد کر دیتے ہیں۔ جیسے میرے پیرنٹس نے کیا...."

"پتا نہیں' وہ ایسا کیوں کرتے ہیں...." بختاور افسردہ ہوئی۔

"تم چھوڑو ان سب باتوں کو' یہ بتاؤ کہ پھر کیا سوچا ہے تم نے...." ہاشم نے غور سے اس کی طرف دیکھا۔

"میں اپنی محبت کی خاطر ساری کشتیاں جلا چکی ہوں ہاشم...."

اس کے لہجے میں چھپا اقرار ہاشم کو سمجھا گیا تھا کہ اس نے اب مزید کیا کرنا ہے۔ وہ اب سنجیدگی سے اگلا لائحہ عمل ترتیب دے رہا تھا۔ وہ دونوں بغاوت کا مکمل ارادہ کر چکے تھے۔

☆ ☆ ☆

مارگلہ کی پہاڑیوں پر اترتی وہ ایک خوب صورت

WWW.PAKSOCIETY.COM
READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

صبح تھی۔ ابھی سورج طلوع ہونے میں کافی وقت تھا۔ ڈاکٹر جلال اپنے ٹریک سوٹ میں ملبوس لاؤنج کا دروازہ کھول کر باہر نکلے۔ سامنے لان میں ماہیر بھی سفید ٹراؤزر پر سفید ہی ٹی شرٹ پہنے ایکسر سائز کر رہا تھا۔ جلال صاحب کی طرف دیکھ کر اس نے مسکرا کر ہاتھ ہلایا اور بھاگتا ہوا ان کے پاس پہنچا۔

"بڑے ابا! جوگنگ کے لیے جا رہے ہیں کیا؟" وہ اس طرح بے تکلفی سے ان سے پوچھ رہا تھا جیسے دونوں کے درمیان بہت خوشگوار تعلقات رہے ہوں۔ بڑے ابا نے بمشکل سر ہلا کر ہاں میں جواب دیا۔

"میں بھی آپ کے ساتھ چلتا ہوں' یہاں گھر پر ایکسر سائز کا مزا نہیں آ رہا۔" وہ ان کے ساتھ ہی چلنے لگا۔ بڑے ابا کے چہرے پر کوفت کا بڑا واضح تاثر ابھرا تھا' لیکن وہ اب بھی خاموش رہے۔ "پاپا کہتے تھے کہ میں فٹنس کے معاملے میں بالکل آپ کی طرح کریزی ہوں' وہاں انگلینڈ میں بھی موسم جیسا بھی ہو' میں ایکسر سائز کیے بغیر نہیں رہ سکتا تھا۔ پاپا' میری اس عادت سے بہت چڑتے تھے۔۔۔" وہ بہت مزے سے ان کو بتا رہا تھا۔

"ظاہر ہے وہ خود جو دنیا جہاں کا سست انسان تھا اس معاملے میں۔" بڑے ابا کے منہ سے پھسلا' ماہیر قہقہہ لگا کر ہنسا۔ بڑے ابا نے ایک دم چونک کر اس کی طرف دیکھا' اس کے ہنسنے کا اسٹائل بالکل اپنے باپ پر تھا۔

"ویسے پاپا ابھی تک آپ سے بہت ڈرتے ہیں اور میں انجوائے کرتا ہوں اس چیز کو۔۔۔" وہ چلتے چلتے باؤلنگ کے اسٹائل میں اپنا بازو فضا میں لہرا رہا تھا۔

"کیوں' تم نہیں ڈرتے ہو اس سے۔۔۔؟" بڑے ابا نہ چاہتے ہوئے بھی اس کے ساتھ گفتگو میں شریک ہو چکے تھے۔

"نو نیور۔۔۔ ہی از مائی بیسٹ فرینڈ۔۔۔" ماہیر کے لہجے میں چھپی محبت اس بات کی گواہ تھی کہ وہ جھوٹ نہیں بول رہا۔ وہ دونوں ایف نائن پارک میں داخل ہو چکے تھے۔ گھاس پر ہلکی ہلکی نمی تھی اور فضا میں جنگلی پھولوں کی مہک۔۔۔

"السلام علیکم جلال صاحب! کیسے ہیں۔" جوگنگ ٹریک پر بھاگتا ہوا بڑے ابا کی عمر کا ایک شخص ان کے پاس رکا۔ اس کی سانسیں پھولی ہوئی تھیں۔

"وعلیکم السلام' حامد صاحب! کیسے ہیں آپ۔۔۔" بڑے ابا ایک دم ہی خوش ہوئے' شاید ان کے حامد صاحب سے اچھے تعلقات تھے۔

"یہ تیمور کا بیٹا ہے ناں۔۔۔" حامد صاحب خوشگوار حیرت کا شکار ہوئے۔

"تمہیں کیسے پتا چلا۔۔۔؟" جلال صاحب نے حیرانگی سے پوچھا۔

"بھئی۔ چلتی پھرتی' تمہاری اور تیمور کی فوٹو اسٹیٹ کاپی ہے یہ' ابھی بھی پتا نہ چلے۔ ہاؤ آر یو جینٹل مین!" وہ بڑی خوش دلی سے ماہیر سے ہاتھ ملا رہے تھے۔

"انکل! آپ کو اپنا اسٹیمنا امپروو کرنے کی ضرورت ہے' جوگنگ کے اسٹارٹ میں ہی سانس پھولنا اچھی علامت نہیں۔" ماہیر نے بے تکلفی سے ان کو مشورہ دیا تو وہ قہقہہ لگا کر ہنسے۔

"تمہیں کیسے پتا چلا کہ یہ میرا پہلا چکر ہے۔۔۔" وہ ایک دم حیران ہوئے۔

"جب میں اور بڑے ابا گھر سے نکلے تھے تو آپ کی گاڑی ہمارے پاس سے گزری تھی' اس کا مطلب ہے کہ آپ پانچ دس منٹ پہلے ہی یہاں پہنچے ہوں گے۔" ماہیر نے تفصیلاً جواب دیا۔

"بھئی جلال! تمہارا پوتا بہت جینئس ہے' اس کا باپ تو اتنا کونفیڈنٹ نہیں تھا۔۔۔" حامد صاحب ان کے ساتھ ہی جوگنگ شروع کر چکے تھے۔ بڑے ابا نے ان کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا تھا۔

"انکل حامد! آپ اسٹیمنا بڑھانے کے لیے کچھ عرصہ جم جوائن کر لیں۔" وہ ان کے ساتھ بھاگتا ہوا انہیں مفت مشورے دے رہا تھا۔ وہ اس کی باتوں پر مسلسل مسکرا رہے تھے۔ دو چکر تو اس نے ان دونوں کے ساتھ لگائے تھے اور پھر ان سے آگے نکل گیا۔ وہ ایک گھنٹہ جوگنگ کر کے گارڈن میں کھڑا ایکسر سائز کر رہا تھا جب بڑے ابا اپنے دوست کے ساتھ وہاں پہنچے۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"ہاں بھئی' کیا ارادے ہیں تمہارے؟ یہیں پاکستان میں رہو گے یا باپ کی طرح یورپ بھاگ جاؤ گے۔" انکل حامد نے دوبارا سے انٹرویو کا سلسلہ جوڑا۔

"میں کسی بھی سچویشن میں بھاگنے کا قائل نہیں ہوں' بلکہ میدان جنگ میں کھڑے ہو کر آخری دم تک لڑنے پر یقین رکھتا ہوں۔" اس کی حاضر جوابی حامد صاحب کو لطف دے رہی تھی' جبکہ بڑے ابا ہنوز چہرے پر نولفٹ کا بورڈ چپکائے کھڑے تھے۔

"یہ تو اچھی بات ہے' ویسے بھی جلال کو ضرورت تھی کوئی اس کے پاس رہے۔ تیمور نہ سہی' اس کا بیٹا ہی سہی۔" حامد صاحب کی بات پر جلال صاحب کے ماتھے کا بل فوراً" ہی گہرا ہوا۔

"معاف کرنا حامد! تمہاری بات کاٹ رہا ہوں' الحمد اللہ' مجھے کسی کی ضرورت نہیں' میں اپنی زندگی میں سیٹ ہوں۔" جلال صاحب کے لہجے کی بے رخی پر حامد صاحب ایک دم گڑبڑا سے گئے۔

"وہ تو ٹھیک ہے یار! لیکن عمر کا تقاضا بھی تو ہوتا ہے۔"

"انکل! بری بات' آپ میرے بڑے ابا کو بوڑھا کہہ رہے ہیں۔" ماہیر کے شرارتی انداز پر حامد صاحب کا مزاج کچھ خوش گوار ہوا۔ ماہیر نے بڑی خوب صورتی کے ساتھ بات کا رخ بدل دیا تھا۔ حامد صاحب مسکراتے ہوئے اپنی گاڑی کی طرف بڑھ گئے اور ماہیر' جلال صاحب کے ساتھ اپنے گھر کی طرف چل دیا۔ واپسی کے سفر میں وہ دونوں ہی چپ تھے۔

"ارے آپ دونوں اکٹھے جوگنگ کے لیے گئے تھے کیا؟" بڑی اماں کچن سے نکل رہی تھیں۔ ان دونوں کو اکٹھے دیکھ کر حیران ہوئیں۔

"کیوں' بڑی اماں! ہمارا ایک ساتھ جانا منع ہے کیا؟" وہ بے تکلفی سے ان کو اپنے بازوؤں میں لے کر ماتھے پر پیار کر رہا تھا۔ بڑے ابا نے چونک کر یہ منظر دیکھا' ایک لمحے کو تو بڑی اماں بھی ساکت رہ گئیں۔ ان کی بوڑھی آنکھیں پانیوں سے بھر گئیں۔ آج کتنے سالوں کے بعد ان کو کسی نے تیمور کے اسٹائل میں بے ساختہ پیار کیا تھا۔

"اچھا اچھا پیچھے ہٹو' یہ تمہیں بھی اپنے باپ کی طرح چپکنے کی بیماری ہے' مجھے تو پتا ہی نہیں تھا۔" بڑی اماں کے لہجے میں پیار ہی پیار تھا۔

"پاپا بھی ایسے کرتے تھے کیا....؟" وہ لاپروائی سے ڈائننگ میز پر رکھی پھلوں کی ٹوکری سے سیب نکال کر کھانے لگا۔

"اور کیا.... بہت چڑتی تھی میں اس کی عادت سے۔" بڑی اماں کے لہجے میں چھپی حسرت سے ماہیر کو اندازہ ہوا کہ وہ اب اسی عادت کے لیے کتنا ترسی ہوئی ہیں۔ بڑے ابا اپنے کمرے کی جانب بڑھ چکے تھے۔

"کتنے سال ہو گئے پاپا کو پاکستان سے گئے ہوئے؟" ماہیر نے یونہی پوچھا۔

"چوبیس سال...." بڑی اماں نے بے ساختہ جواب دیا۔

"اور میرا خیال ہے اتنے عرصے میں وہ ایک دفعہ بھی واپس نہیں آئے ہے نا؟" ماہیر نے ہلکا سا سوچ کر کہا۔

"ہوں...." بڑی اماں کے لہجے میں یاسیت تھی۔

"چلیں' اب میری شادی پر بلوا لیجئے گا انہیں۔" وہ مزے سے ان کے سامنے بیٹھا سیب کھا رہا تھا۔

"تمہاری شادی....؟" بڑے ابا نے ڈائننگ روم کی طرف آتے ہوئے اس کا جملہ بغور سنا تھا۔ جبکہ بڑی اماں حیرانی سے اپنے پوتے کا چہرہ دیکھ رہی تھیں۔

"پاکستان میں کوئی لڑکی پسند کر لی ہے کیا....؟" وہ تجسس کے مارے بالکل اس کے پاس آ کر بیٹھ گئیں۔

"نہیں تو...." وہ لاپروائی سے بولا۔ بڑے ابا تازہ جوس کا گلاس لے کر لاؤنج میں آ کر بیٹھ گئے تھے اور اخبار اٹھا لیا۔

"پھر شادی کس سے کرو گے....؟" بڑی اماں الجھن کا شکار ہوئیں۔

"جس سے آپ اور بڑے ابا کہیں گے۔" وہ ریموٹ کنٹرول سے کوئی اسپورٹس چینل تلاش کرتا ہوا بے تکلف انداز سے بولا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"لو ہمیں کیا پتا۔۔۔" بڑی اماں کو نہ جانے کیوں لگا تھا' وہ ان کے ساتھ مذاق کر رہا ہے۔

"کمال کرتی ہیں بڑی اماں! آپ کو کیسے نہیں پتا۔" وہ سیریس ہوا' بڑی اماں بھونچکا رہ گئیں۔ "شروع سے پاپا نے ایک ہی بات مجھے حفظ کروادی تھی کہ میری شادی آپ لوگوں کی پسند سے ہوگی اس لیے مجھے ادھر اُدھر دیکھنے کی ضرورت نہیں۔" وہ لاپرواہ انداز سے انہیں بتا رہا تھا۔

بڑی اماں کے ساتھ ساتھ بڑے ابا کو بھی شاک سا لگا۔ بڑے ابا نے ہاتھ میں پکڑا اخبار غصے سے سائیڈ میز پر پٹخا اور اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئے۔

"ان کو کیا ہوا۔۔۔؟" ماہیر ان کے انداز پر پریشان ہوا۔

"تم ایسی باتیں ان کے سامنے مت کیا کرو۔۔۔" بڑی اماں نے نظریں چرا کر آہستگی سے کہا اور اپنے میاں کے پیچھے ان کے کمرے کی طرف بڑھ گئیں۔ جہاں وہ آتش فشاں بنے گھوم رہے تھے۔

"بہت مکار ہے تیمور' سمجھتا ہے ایسی باتیں اپنی اولاد کو سکھا کر ہمارا دل جیت لے گا' بتا دینا اسے' گھاس نہیں کھودتے رہے ہم یہاں۔" انہوں نے ناراض نگاہوں سے اپنی زوجہ محترمہ کو دیکھا۔

"اب بس بھی کردیں اور کتنا خفا رہیں گے اس سے۔" بڑی اماں نے افسردگی سے جواب دیا۔

"ساری زندگی اس ناہنجار کی شکل نہیں دیکھوں گا' قسم کھا رکھی ہے میں نے۔۔۔" وہ غصے بھرے انداز سے گویا ہوئے۔

"ہاں۔ اپنے ساتھ مجھے بھی خود ساختہ جدائی کی سزا دے رکھی ہے۔ میرا کیا قصور تھا۔۔۔؟" بڑی اماں عمر کے اس حصے میں اب انہیں دوبدو جواب دینے لگی تھیں۔ ان کے اندر برداشت کا مادہ ختم ہوتا جا رہا تھا۔

"میں نے منع تھوڑی کیا ہے' بتائیں' کل ہی کٹوا دیتا ہوں انگلینڈ کا ٹکٹ۔۔۔" انہوں نے ہاتھ میں پکڑا لائیٹر غصے سے بیڈ پر پھینکا۔

"مجھے جس دن جانا ہوگا' آپ سے پوچھوں گی بھی نہیں' لیکن خدارا' ماہیر اور اوریدا سے اپنا رویہ ٹھیک رکھیں۔ کسی اور کی سزا ان معصوم بچوں کو کیوں دے رہے ہیں۔۔۔" بڑی اماں کے ضبط کا پیمانہ لبریز ہوا۔

"تو میں نے کون سا کلاشنکوف تان رکھی ہے ان پر" وہ بیزاری سے گویا ہوئے۔ "اپنے گھر میں رہنے کی اجازت دے رکھی ہے' یہ تھوڑا احسان ہے ان پر"

"اس میں احسان کی کیا بات ہے' اپنے باپ کی گھر میں رہ رہے ہیں وہ۔" بڑی اماں چڑ کر بولیں اور کمرے سے نکل گئیں۔ جلال صاحب ناراض سے انداز سے بیڈ پر بیٹھ گئے۔ انہیں نہ جانے کیوں بے تحاشا غصہ آئے ہی جا رہا تھا۔

☼ ☼ ☼

بختاور دونوں ہاتھوں سے اپنا سر تھامے بڑے بے بس سے انداز سے اپنے کمرے میں بیٹھی تھی۔ کھانے کی ٹرے لیے اندر داخل ہوتی نیلم چونک گئی۔

آج صبح سے بختاور کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی۔ اس لیے نیلم' وارڈن سے پوچھ کر کھانا اپنے روم میں لے آئی تھی۔ عام حالات میں میس سے باہر کھانا لے جانے کی اجازت نہیں تھی لیکن خاص صورتوں میں وارڈن سے اجازت لینا لازمی ہوتی تھی۔

"نیلم! میرے سر میں شدید درد ہے یار۔۔۔" وہ دونوں ہاتھوں سے اپنا سر دبانے لگی۔ نیلم نے ٹرے میز پر رکھی اور پریشانی سے اس کے پاس آکر بیٹھ گئی۔

"لیکن تم تو اچھی بھلی سو رہی تھیں' پھر ایک دم کیا ہوا؟" نیلم نے فکر مند انداز سے اس کے ماتھے کو چھوا۔

"وہی عجیب منحوس قسم کا خواب شروع ہو گیا تھا۔" بختاور نے رنجیدہ سے انداز سے اطلاع دی۔

"وہی صحرا میں جھاڑیوں والا۔۔۔" نیلم نے تصدیق چاہی۔ بختاور نے آہستگی سے ہاں میں سر ہلا دیا۔ پچھلے تین چار دن سے بختاور کو تواتر سے ایک ہی خواب آرہا تھا کہ وہ کسی صحرا میں بھاگ رہی ہے اور کوئی نادیدہ آواز

WWW.PAKSOCIETY.COM
READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

اسے روک رہی ہے۔
"ہمیں کسی سے اس خواب کی تعبیر پوچھنی چاہیے۔۔۔" نیلم کے مشورے پر وہ استہزائیہ انداز میں مسکرائی۔
"تم یہ منحوس قسم کے ٹائٹل والی کتاب سامنے سے ہٹاؤ' مجھے لگتا ہے اسے دیکھ دیکھ کر ہی میرے ذہن میں یہ تصویر نقش ہو گئی ہے۔" بختاور کے توجہ دلانے پر نیلم اٹھی۔ سامنے ہی شیلف پر کتابیں اس طرح سے رکھی ہوئی تھیں کہ "سیاہ حاشیہ" کتاب کا سرورق بالکل سامنے تھا۔ نیلم نے خاموشی سے وہ کتاب اٹھا کر دراز میں رکھ دی۔ بختاور نے سکون کا سانس لیا۔
"تم نے لگتا ہے اپنے رشتے والی بات کی ٹینشن لے رکھی ہے۔" نیلم کھانے کی ٹرے لیے اس کے پاس آن بیٹھی۔
"ہاں' ذہن پر سوار ہو کر رہ گئی ہے وہ بات۔۔۔" بختاور نے بھی جھوٹ بولنا مناسب نہیں سمجھا۔
"اللہ بہتر کرے گا' کیوں اپنی حالت خراب کر رہی ہو۔ ذرا آئینے میں اپنی شکل دیکھو جا کر۔۔۔" نیلم کو اسے دیکھ دیکھ کر افسوس ہو رہا تھا۔
"اچھا' تم کھانا تو کھاؤ ناں۔۔۔" نیلم نے اس کے لیے چاول پلیٹ میں نکالے۔
"نہیں یار! میرا دل نہیں چاہ رہا۔۔۔" بختاور نے بے دلی سے پلیٹ دوبارا ٹرے میں رکھ دی اور دیوار سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئی۔
"صبح میم شہناز کا ٹیسٹ بھی ہے۔۔۔" نیلم نے اسے یاد دلایا تو بختاور نے بے چینی سے پاس رکھی کتاب اٹھالی۔ سارے لفظ اور سارے ٹاپک اسے اجنبی سے لگ رہے تھے۔ کچھ عرصے سے اس کی توجہ کتابوں سے بالکل ہی ختم ہو گئی تھی۔ وہ تو شکر تھا کہ اینول سسٹم تھا' ورنہ اس کے لیے بہت بڑا مسئلہ بنتا۔
"اچھا۔ یہ دودھ تو پی لو ناں۔۔۔" نیلم کو اس کی بہت فکر تھی۔ بختاور نے کچھ سوچ کر گلاس پکڑ لیا اور خاموشی سے پی بھی گئی۔ دودھ پینے کے بعد ہی اسے احساس ہوا کہ وہ صبح سے بھوکی تھی۔ پچھلے کچھ دنوں سے اس کی بھوک بالکل ہی ختم ہو کر رہ گئی تھی' نیلم کے احساس دلانے پر وہ کچھ کھا پی لیتی' ورنہ سارا سارا دن سوچوں میں گم پریشان رہتی۔
"میں تو اپنی آنے والی سات نسلوں کو نصیحت کروں گی کہ وہ گھر میں بھینس پال لیں یا بکری' لیکن محبت نام کی کوئی چیز اپنے دل میں مت پالیں۔" نیلم کے جل کر بولنے پر اسے ہنسی آگئی۔
"وہ کیوں بھلا۔۔۔؟" وہ مسکرا کر اسے دیکھنے لگی جو برہم نگاہوں سے اسے ہی گھور رہی تھی۔
"محبت تو اچھے خاصے انسان کی مت مار دیتی ہے' اچھی بھلی تھیں تم' اپنا بالکل ہی بیڑا غرق کر لیا ہے تم نے ایک شخص کے پیچھے۔" نیلم جھنجھلا سی گئی۔
"اس میں محبت کا تو کوئی قصور نہیں' یہ تو انسان کی اپنی کمزوری ہے کہ وہ اس کے ہاتھوں بے بس ہو جاتا ہے۔" بختاور نے اسے سمجھانے کی کوشش کی۔
"بس بس رہنے دو' زیادہ صفائیاں دینے کی ضرورت نہیں' میں سب جانتی ہوں۔" نیلم نے فوراً" ہی اسے جھاڑ کر رکھ دیا۔ اسی لمحے ساتھ والے کمرے کی لڑکی نے بختاور کو اس کا فون آنے کی اطلاع دی۔
"ہاشم کی ہی کال ہو گی لیکن پلیز کال سن کر ہمیشہ کی طرح گونگی' بہری ہو کر مت آجانا۔" نیلم کو آج کل ہاشم پر بھی غصہ آنے لگا تھا۔
"اچھا اچھا' اب زیادہ خفامت ہو' اچھی سی چائے بناؤ' دونوں مل کر پیتے ہیں۔" وہ جاتے جاتے بھی اس سے فرمائش کرنا نہیں بھولی تھی۔
"تمہارا بخار کچھ کم ہوا کہ نہیں۔۔۔" بختاور نے جیسے ہی ریسیور کان سے لگایا' دوسری جانب ہاشم ہی تھا۔
"ہاں۔ اب تو پہلے سے بہت بہتر ہے۔۔۔" بختاور نے اس کی تسلی کروائی۔
"یقین مانو بختاور! تمہاری شکل دیکھ دیکھ کر مجھے بہت گلٹی فیل ہونے لگا ہے۔" ہاشم خفت زدہ انداز میں اسے بتا رہا تھا۔
"اچھی بھلی فریش لڑکی تھیں تم' کچھ ہی دنوں میں

WWW.PAKSOCIETY.COM
READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

مرجھا کر رہ گئی ہو۔" ہاشم کی بات پر وہ بے ساختہ ہنس پڑی اور وہ چونک گیا۔

"تم میری بات پر ہنس کیوں رہی ہو....؟"

"اس لیے کہ تھوڑی دیر پہلے نیلم بھی یہی بات کر رہی تھی...." بختاور کے بتانے پر وہ مزید سنجیدہ ہوا۔

"اس کا مطلب ہے' وہ مجھے بھی کوس رہی ہوگی۔"

"وہ کیوں بھلا....؟" بختاور کو اس کے درست اندازے پر دل ہی دل میں تعجب ہوا۔

"ظاہر ہے' میری ہی وجہ سے تو تمہاری یہ حالت ہوئی ہے۔" وہ دل گرفتہ انداز میں گویا ہوا۔

"ارے نہیں نہیں' ایسی تو کوئی بات نہیں' میں تو بابا کے سخت رویے سے دل برداشتہ تھی۔ اسی چیز نے مجھے آج کل پریشان کر رکھا ہے۔" بختاور نے اسے تسلی دینے کی کوشش کی۔

"پھر کیا سوچا ہے تم نے....؟" وہ اسی بات کی طرف آگیا تھا جس کی وجہ سے بختاور کا دن رات کا سکون غارت ہو چکا تھا۔

"ابھی تک کنفیوز ہوں...." بختاور کی صاف گوئی اس کا دل دکھانے کا باعث بنی۔

"دیکھو بختاور! ہمارے پاس زیادہ ٹائم نہیں ہے' یہ بات تم بہت اچھی طرح جانتی ہو۔ اس کے بعد اگر کچھ ہو گیا تو تم مجھے قصوروار نہیں ٹھہراؤ گی۔" وہ اب دو ٹوک انداز میں اس سے بات کر رہا تھا۔

"میں آج آخری دفعہ اپنے گھر بات کرنا چاہتی ہوں۔" بختاور نے کچھ سوچ کر کہا۔

"تو ٹھیک ہے' تمہارا جو بھی فیصلہ ہو' مجھے صبح نو بجے آکر بتا دینا' یقین مانو' تم انکار بھی کر دو گی تو میں تمہیں کچھ نہیں کہوں گا اور میرا وعدہ ہے کہ کبھی تمہارے راستے میں نہیں آؤں گا۔" وہ ایک ایک لفظ سوچ سمجھ کر اس کی سماعتوں میں انڈیل رہا تھا۔ بختاور نے خاموشی سے ریسیور رکھ دیا۔

وہ ٹیلی فون بوتھ کا کارڈ خرید کر لے آئی اور اب اپنے گھر کا نمبر ڈائل کر رہی تھی۔ دوسری طرف اماں نے فون اٹھایا۔ اس کی آواز سنتے ہی وہ پُرجوش انداز میں گویا ہوئیں۔

"اگلے جمعے پر گھر ضرور آجانا' تمہارے باپ نے تمہارے نکاح کی تاریخ فکس کر دی ہے۔"

"لیکن مجھے فیصل سے شادی نہیں کرنی امی...." اس نے اپنا کمزور سا احتجاج ریکارڈ کروانے کی کوشش کی۔

"فضول مت بولو بختاور! تمہارا باپ میری جان نکال لے گا۔ دوبارا یہ بات کی تو اپنا دودھ نہیں بخشوں گی تمہیں۔" دوسری طرف اماں جذباتی انداز میں شروع ہو چکی تھیں۔ بختاور کا دل تاسف کے گہرے احساس سے بھر گیا۔

"لیکن امی! بابا کو ایک دفعہ تو ہاشم سے ملنا چاہیے تھا۔" بختاور نے ناراض انداز میں گلہ کیا۔

"ارے بے وقوف لڑکی! مٹی ڈالو اس ہاشم پر' فیصل ایک پڑھا لکھا' اسٹیبلش فیملی کا لڑکا ہے' تم عیش کرو گی وہاں پر۔" اماں نے اسے خواب دکھانے شروع کر دیے۔

"لیکن فیصل مجھے اچھا نہیں لگتا...." اس نے صفائی سے کہا۔

"نکاح کے دو بولوں میں بہت طاقت ہوتی ہے بیٹا! تم دیکھنا تو سہی' کیسے تمہارا دل بدل جائے گا۔" امی اسے رضامند کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہی تھیں۔

اس نے اگلے پانچ منٹ تک انہیں اپنا موقف سمجھانے کی کوشش کی' لیکن دوسری طرف انہوں نے بھی اس کی کوئی بات نہ سمجھنے کی قسم کھا رکھی تھی۔ وہ ہاشم کا نام لیتی تو دوسری طرف "فیصل نامہ" شروع ہو جاتا۔ تنگ آکر بختاور نے فون بند کر دیا۔ وہ ان کی طرف سے سخت مایوس ہو چکی تھی۔ اسے اندازہ ہو چکا تھا کہ اس کے باپ نے اس کے پر کاٹنے کے لیے مکمل پروگرام ترتیب دے دیا ہے اور وہ ہاشم والی بات کے بعد بختاور کو کسی بھی قسم کی رعایت دینے کو تیار نہیں تھے اور ان کے نزدیک اس کا بہترین حل یہی تھا کہ بختاور کو کسی اور کے نکاح کے بندھن میں باندھ دیا

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

جائے۔ اس کا دل تاسف' رنج اور دکھ کے ملے جُلے جذبات سے بھر گیا۔ اس نے سوچ لیا تھا کہ کل اسے ہاشم کو کیا جواب دینا ہے۔ یہ سوچ کر وہ کچھ مطمئن ہو گئی۔

☼ ☼ ☼

"آپ تو بڑے مزے کی چیز ہیں...." ارصم کی ماہیر کے ساتھ پہلی ملاقات تھی' اور یہ ملاقات خاصی دلچسپ تھی۔ اس وقت' وہ' اوریدا اور ماہیر تینوں کے ایف سی میں موجود تھے اور ماہیر ان دونوں کو اپنے کالج کے واقعات مزے سے سنا رہا تھا۔

"یار ارصم! ایک بات کہوں۔"

ماہیر کی بات پر ارصم چونکا۔ "جی' جی ضرور...."

"یا تو تم مجھے "آپ" آپ مت کہو یا پھر اوریدا سے کہہ دو' مجھے تم' تم نہ کہے' قسم سے پچھلے ایک گھنٹے سے مجھے لگ رہا ہے جیسے میں دنیا کی سب سے بدتمیز لڑکی کا بھائی ہوں...." ماہیر کے شرارتی انداز پر دونوں بے ساختہ ہنس پڑے۔

"بھئی۔ اوریدا والے معاملے میں تو میں بے بس ہوں' البتہ میں' اپنے احترام والے رشتے سے دست بردار ہوتا ہوں۔" ارصم اپنے کزن کی کمپنی کو خوب انجوائے کر رہا تھا۔

"اب یار! اتنا بھی بڑا نہیں ہوں تم سے' صرف ڈھائی تین سال کا تو فرق ہے' ہم دونوں میں...." ماہیر زنگر برگر سے بھرپور انصاف کرتے ہوئے بولا۔ ارصم اور ماہیر کے درمیان خوب بے تکلفی ہو گئی تھی۔ اس دن ان تینوں نے خوب انجوائے کیا۔

"پھر تم نے کیا سوچا ہے' پاکستان میں کیا کرو گے؟"

وہ تینوں اس وقت دامن کوہ پر موجود تھے۔ ارصم نے اچانک ہی ماہیر سے پوچھا۔ اوریدا ان دونوں سے ذرا فاصلے پر ایک بڑے سے پتھر پر بیٹھی تھی۔

"سرمد کے ساتھ ایک ایڈورٹائزنگ ایجنسی بنانے پر غور و فکر ہو رہا ہے۔" ماہیر نے بے تکلفی سے اپنا ارادہ بتایا۔ آج کل ماہیر اور سرمد دونوں سارا سارا دن اسی منصوبے پر پلاننگ کر رہے تھے۔

"ہاں' اچھا آئیڈیا ہے' سرمد بھائی اس معاملے میں آپ کی کافی ہیلپ کر سکتے ہیں اور میڈیا سائنسز کی ڈگری تو ویسے ہی آپ کے پاس ہے۔" ارصم نے اسے سراہا۔ اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ ماہیر خاصے تخلیقی مزاج کا بندہ ہے اور سب سے بڑی بات یہ تھی کہ اسے اپنے باپ کی مکمل سپورٹ حاصل تھی اور کوئی معاشی مسائل بھی نہیں تھے۔ وہ اور سرمد پیپر ورک مکمل کر چکے تھے۔ اسی دن شام کو ارصم ایک دفعہ پھر اوریدا کے پورشن کی طرف چلا آیا۔

"ماہیر تم سے بہت مختلف ہے...." ارصم اس وقت اوریدا کے کمرے میں موجود تھا اور اس کے ہاتھ میں ایک بڑے سائز کا فریم تھا جس میں اوریدا' ماہیر اور اس کے ماما' پاپا کی ایک یادگار تصویر تھی۔

"وہ کیسے بھلا....؟" اوریدا نے اپنے کپڑوں کی الماری سیٹ کرتے ہوئے لاپروائی سے پوچھا۔

"وہ بہت زندہ دل' ذہین اور کونفیڈنٹ ہے...." ارصم نے کھل کر ماہیر کی تعریف کی' اسی لمحے اوریدا کو محسوس ہوا' لوگ ماہیر سے واقعی امپریس ہو جاتے تھے۔ اس نے دو چار دنوں میں ہی بڑی اماں کو بھی اپنا گرویدہ کر لیا تھا۔

"ہاں' وہ واقعی مجھ سے بہت مختلف ہے' کسی بھی چیز کو ذہن پر سوار نہیں کرتا' چٹکیوں میں اڑا دیتا ہے۔" اوریدا نے کھلے دل سے اعتراف کیا۔

"تم ویسی کیوں نہیں بن جاتیں ہو یار...." ارصم نے ہلکا سا جھک کر کہا۔

"کوئی انسان کسی دوسرے جیسا کیسے بن سکتا ہے' ہر انسان کی اپنی فطرت اور مزاج ہوتا ہے۔ ایک ہی والدین کے بچے ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں۔" اوریدا کو ارصم کی فرمائش بہت عجیب سی لگی۔

"پھر بھی تم کوشش تو کر سکتی ہو ناں...." ارصم اپنی ہی بات پر اڑا ہوا تھا۔

"ہرگز نہیں ارصم.... وہ میرا بھائی ضرور ہے لیکن مجھ سے بہت ڈفرنٹ.... جب وہ میرے جیسا نہیں بن

WWW.PAKSOCIETY.COM
READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

سکتا تو میں کیسے اس کے جیسی ہو سکتی ہوں۔" وہ اب کھل کر اپنا موقف بیان کر رہی تھی۔

"ہوں... شاید تم ٹھیک کہتی ہو۔" ارصم نے ہار مان لی۔

"ہو سکتا ہے' آنے والے وقتوں میں میرے اندر ماہیر جیسی نہ سہی اس سے ملتی جلتی کچھ خصوصیات پیدا ہو جائیں۔" اوریدا کو اسے مکمل مایوس کرنا اچھا نہیں لگا تھا اس لیے اس نے امید کی ڈور اس کے ہاتھ میں تھمادی' وہ ایک دم خوش ہو گیا۔

"آنٹی بینش نے کچھ کہا تو نہیں ماہیر کے بارے میں؟"

اوریدا کو بڑے ہی غلط موقعے پر یہ بات یاد آئی۔

"کیوں...؟ کچھ کہنا ضروری تھا کیا۔" اس نے بات ٹالنے کی کوشش کی۔

"اصل میں ماہیر کے ساتھ ان کی پہلی گفتگو' کوئی خوش گوار نہیں ہوئی تھی' بلکہ میرا تو خیال تھا' آنٹی بینش خوب خفا ہوئی ہوں گی گھر جا کر۔" اوریدا' اس کی ماما کے مزاج کو اب کافی سمجھنے لگی تھی۔

"تو کیا ہوا؟ کون سا ماہیر ان کے سامنے تھا..." وہ ہنسا' اوریدا ایک لمحے میں سمجھ گئی کہ اس کا اندازہ غلط نہیں تھا۔ اسے افسوس ہوا۔

"تمہاری شکل پر کیوں بارہ بج گئے ہیں..." ارصم اٹھ کر اس کے پاس آ کر کھڑا ہو گیا۔ اسے ایک دم ہی احساس ہوا کہ اوریدا اب اس کی طرف دیکھ کر کم کم ہی بات کرتی تھی اور زیادہ تر اس سے فون پر ہی بات کرنے کو ترجیح دینے لگی تھی۔ ارصم کے دماغ میں گھنٹیاں سی بجیں۔

"تمہیں کیا ہوا ہے...؟" اس نے دوبارا پوچھا۔

"کچھ نہیں..." وہ پھیکے سے انداز سے مسکرا دی۔

"تمہیں تو جھوٹ بولنا بھی نہیں آتا اوریدا..." وہ اس کے بالکل سامنے آن کھڑا ہوا۔ اور بغور اس کی شکل دیکھنے لگا' وہ تھوڑی سی کنفیوز ہوئی۔

"مجھے کوئی بھی کام ڈھنگ سے کرنا نہیں آتا۔" اس نے صاف گوئی سے اعتراف کیا۔

"پھر محبت جیسا مشکل کام کیوں کرنے لگی ہو..." ارصم کی زبان پھسلی اور وہ بوکھلا سی گئی۔

"میں تو نہیں کر رہی' کچھ ایسا ویسا..." وہ نظریں جھکائے بولی۔ ارصم کی نظریں بے ساختہ اس کے رخساروں پر گرتی لمبی سیاہ پلکوں میں اٹک گئیں۔ اس کی پلکیں اس وقت مرتعش تھیں اور وجود سارا کسی زلزلے کی زد میں۔ ارصم کو یقین ہو گیا تھا کہ اس کا اندازہ غلط نہیں تھا لیکن وہ خود بھی اس معاملے میں اوریدا کی طرح بے بس ہو چکا تھا۔ دونوں کے درمیان بے معنی سی گفتگو کا دورانیہ بڑھنے لگا تھا۔

"ہیلو... ہیلو۔" اوریدا کے کمرے کا دروازہ کھلا اور ماہیر بے تکلفی سے اندر داخل ہوا۔ اوریدا فوراً" ہی اپنی وارڈ روب کھول کر کھڑی ہو گئی۔ اس وقت اس چہرہ قوس قزح کے سارے رنگوں سے سجا ہوا تھا۔

"بھئی ارصم! تم یہاں ہو؟ ادھر بڑے ابا نے تمہاری تلاش میں کنوؤں میں بانس ڈلوا دیے ہیں..." وہ بے تکلفی سے اوریدا کے بیڈ پر لیٹ گیا۔

"کیوں' کیا ہوا...؟" ارصم خود کو سنبھال چکا تھا۔

"پتا نہیں' ہارٹ سرجری کی ٹیک نکس پر کوئی نیا آرٹیکل آیا ہے' وہ تمہیں پڑھانا چاہ رہے ہیں۔ اس لیے بڑی اماں' تمہاری تلاش میں مجھے ادھر ادھر دوڑا رہی تھیں' شکر ہے ملازمہ نے' بتا دیا کہ تم یہاں ہو۔" ماہیر نے اوریدا کا سیل فون اٹھا کر گیم کھیلنا شروع کر دی۔

"ہارٹ سرجری پر..." وہ معنی خیز انداز میں مسکرایا۔

"یہ ہارٹ پر اتنا زور کیوں دے رہے ہو' خیر تو ہے ناں' کوئی چکر وکر تو نہیں..." ماہیر نے سیل فون بیڈ پر رکھا اور شرارت سے ارصم کا چہرہ دیکھا۔

"نہیں یار! دل کے معاملات بہت نازک ہوتے ہیں' میں ٹھہرا رف اینڈ ٹف بندہ۔" وہ اتنی جلدی قابو آنے والا تھوڑی تھا۔

"اچھا' کوئی ایسا ایکسپرینس ہو جائے تو مجھ سے ضرور شیئر کرنا..."

ماہیر کی بات پہ وہ خوشگوار حیرت کا شکار ہوا۔ "وہ کیوں؟"

WWW.PAKSOCIETY.COM
READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

"میں تمہیں لڑکیوں کو امپریس کرنے کے ایک سو ایک طریقے بتاؤں گا۔۔۔" ماہیر کے شرارتی انداز پر وہ ہنسا۔

"بھئی مجھے تو معاف ہی رکھو' میری ماما کنویں میں الٹا لٹکوادیں گی۔۔۔" ارصم نے فوراً" کانوں کو ہاتھ لگائے۔

"بہت ہی بزدل واقع ہوئے ہو تم' بہت مایوس کیا ہے تم نے مجھے ارصم جاوید۔۔۔" ماہیر اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر شوخ لہجے میں بولا۔

"آپ اسے الٹی سیدھی پٹیاں مت پڑھائیں۔۔۔" اوریدا جل کر بولی۔

"ارصم! تم نے کچھ سنا؟ اوریدا نے مجھے "آپ" کہا ہے یا میرے کانوں کو وہم ہوا ہے۔" ماہیر نے اسے اچھا خاصا شرمندہ کردیا۔

"بڑی اماں کے ڈر سے کہہ رہی ہوں ورنہ۔۔۔" اوریدا نے خفت زدہ انداز میں صفائی دی اور ناراضی کے اظہار کے طور پر کمرے سے نکل آئی۔ وہ اب پچھلے صحن کے برآمدے میں رکھے لکڑی کے بڑے سارے جھولے پر بیٹھ گئی تھی۔

"ارصم کو کیسے پتا چلا کہ میں اس سے محبت کرنے لگی ہوں۔" اس سوچ نے اسے پریشان کر کے رکھ دیا تھا۔

"کہیں اس نے ہوا میں تیر تو نہیں چلایا۔۔۔؟" اس نے خود کو تسلی دینے کے لیے سوچا لیکن دل تھا کہ ماننے کو تیار ہی نہیں تھا۔

اوریدا کو پہلی دفعہ احساس ہوا۔ انسان ساری دنیا کو بے وقوف بنا سکتا ہے لیکن اپنے دل کے سامنے اس کی ساری منطقیں' دلیلیں اور جواز بے معنی ہو کر رہ جاتے ہیں۔ دل کے اندر ایک آئینہ لگا ہوتا ہے اور اس آئینے میں وہی عکس نظر آتا ہے جسے آپ ساری دنیا سے اور خود اپنے آپ سے چھپانا چاہتے ہیں۔

"ہزار دفعہ کہا ہے مغرب کے وقت یہاں آکر مت بیٹھا کرو۔" بڑی اماں نے جیسے ہی پچھلے لان کا دروازہ کھولا سامنے ہی اوریدا جھولے پر بیٹھی ہوئی تھی۔

"مغرب کے وقت یہاں کیا ہوتا ہے۔۔۔؟" اوریدا نے برا سا منہ بنایا۔

"کسی دن کوئی باہر کی چیز چمٹ گئی تو پتا لگ جائے گا۔" انہوں نے ناراضی سے اپنی اس پوتی کو گھورا جس پر کسی چیز کا اثر ہی نہیں ہوتا تھا۔

"اچھا ناں بڑی اماں' جا رہی ہوں اندر۔۔۔" وہ سست سے انداز سے اٹھی۔ کوریڈور سے گزر کر وہ جیسے ہی لاؤنج میں پہنچی' سامنے ارصم' ماہیر اور بڑے ابا شطرنج کی بازی بچھائے بیٹھے تھے۔ کھیل تو ارصم اور بڑے ابا کے درمیان ہو رہا تھا لیکن ماہیر کی فل سپورٹ بڑے ابا کے ساتھ تھی۔ بڑے ابا کو کچھ ہی دیر میں اندازہ ہو گیا تھا کہ ماہیر بہت ذہین ہے اور سوچ سمجھ کر چال چلنے کا عادی بھی۔۔۔

"بس۔ اسٹاپ' اب تم نہیں بولو گے۔۔۔" ارصم اپنی مات پر جل کر بولا تھا' بڑے ابا کے لبوں پر ایک مبہم سی مسکراہٹ ابھری۔

"ہار کو تسلیم کرنا سیکھو جینٹل مین' جس دن یہ سوچ لو گے کہ تمہاری ہار کسی کی جیت کی وجہ بنی ہے' یقین مانو' زیادہ دکھ نہیں ہو گا۔" ماہیر بڑے سنجیدہ انداز سے ارصم کو مشورہ دے رہا تھا۔ اوریدا ان تینوں کے پاس آن کھڑی ہوئی۔

"تو ٹھیک ہے' تم کھیل لو' تمہیں بھی پتا چلے۔ بڑے ابا سے جیتنا آسان نہیں۔۔۔" ارصم نے فوراً" ہی میدان چھوڑ دیا۔ ماہیر نے بڑی سرعت سے اس کی نشست سنبھالی تھی۔ کھیل تو دلچسپ انداز میں اب شروع ہوا تھا۔ بڑے ابا کو اگلے دس منٹ میں اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ اس کھیل میں خاصی مہارت رکھتا ہے۔ جب اس کی جیت یقینی تھی' اس نے ایک دم ہی غلط چال چل دی۔ ارصم اور اوریدا کو مایوسی ہوئی۔

"تم جیسے انسان سے ایسی فضول چال کی توقع نہیں تھی مجھے۔" بڑے ابا جیت کر اپنے کمرے میں جا چکے تھے اور اب کسی کام سے دوبارا نکلے تو لاؤنج سے آتی ارصم کی ناراض آواز پر وہیں ٹھٹکے۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"میں نے جان بوجھ کر ایسا کیا تھا۔۔۔" ماہیر بڑے مزے سے کہہ رہا تھا۔ بڑے ابا کو دھچکا سا لگا۔

"وہ کس خوشی میں۔۔۔؟" اوریدا ایک دم چڑ سی گئی۔

"میں بڑے ابا کو کسی بھی میدان میں ہارتے نہیں دیکھ سکتا۔ وہ میرے آئیڈیل ہیں اور مجھے ان سے سو دفعہ بھی ہارنا پڑا تو میں ہاروں گا۔" ماہیر کے لہجے کی سچائی اس بات کی گواہ تھی کہ وہ غلط نہیں کہہ رہا۔ بڑے ابا کے دل کو کچھ ہوا' وہ خاموشی سے اپنے کمرے کی طرف پلٹ گئے۔ ساری رات انہیں ماہیر کے ان جملوں نے سونے نہیں دیا۔ وہ جھنجلا کر اٹھ کر بیٹھ گئے۔ نیند ان کے کمرے کا راستہ بھول چکی تھی۔ انہیں اب ساری رات جاگ کر گزارنا تھی۔

☼ ☼ ☼

"تم بد قسمت نہیں ہو شانزے۔" وہ پچھلے ایک گھنٹے سے اسے سمجھانے میں مصروف تھا۔ دونوں اس وقت میریٹ ہوٹل میں موجود تھے۔ سرمد کو اس کی فلم کے ادھورے رہنے کا اس سے زیادہ افسوس تھا۔ یہی غم غلط کرنے کے لیے وہ اسے لنچ پر یہاں لے کر آیا تھا۔

"اگر ایسا نہیں ہے تو میرے ساتھ یہ سب کیوں ہو رہا ہے؟" شانزے نے برا سا منہ بنایا۔

"کسی بہت اچھے کے لیے۔۔۔" سرمد نے مسکرا کر اس کا معصوم چہرہ دیکھا' وہ کسی بچی کی طرح ہونٹ باہر نکالے خفا خفا سے انداز میں بیٹھی تھی۔ اس نے سامنے ٹیبل پر موجود کھانے کی کسی چیز کو بھی ہاتھ نہیں لگایا تھا۔

"مجھے معلوم ہو چکا ہے کہ کوئی اچھی اور بہترین چیز کم از کم میری قسمت میں نہیں ہے۔" شانزے کا لہجہ تلخی میں ڈوبا ہوا تھا۔

"بس لڑکی' اسٹاپ اٹ' آج کے دن کے لیے اتنی ہی نیگٹو باتیں کافی ہیں۔" سرمد کے صبر کا پیمانہ لبریز ہوا۔

"آپ سے آپ کی کوئی پسندیدہ چیز چھنی ہو تو آپ کو اندازہ ہو۔۔۔" وہ بچکانہ سے انداز پر منہ بنا کر بولی تو سرمد کو ہنسی آگئی۔

"تم اپنے بھائی کے لیے ایسا سوچتی ہو۔۔۔" سرمد نے مصنوعی ناراضی سے اس کی طرف دیکھا تو وہ بوکھلا سی گئی۔

"نہیں' میں آپ کو بتانے کی کوشش کر رہی ہوں کہ آپ کو میرے جذبات کا اندازہ نہیں ہے۔"

"مجھے بہت اچھی طرح سے اندازہ ہے' اب آرام سے کھانا کھاؤ' میرے پاس تمہارے لیے ایک اور آپشن بھی ہے۔" سرمد نے اسے لالچ دیا لیکن اس دفعہ شانزے پر اس کی کسی بات کا اثر نہیں ہو رہا تھا۔ فلم والے واقعے نے واقعی اس کے جذبات کو مجروح کر کے رکھ دیا تھا۔

"میں نے سوچ لیا ہے' مجھے اب شوبز میں کام نہیں کرنا۔" شانزے کی بات نے سرمد کو اتنا حیران کیا کہ اس کا چمچ منہ کی طرف لے جاتا ہوا ہاتھ فضا میں ہی معلق ہو گیا۔ سرمد کو محسوس ہوا' وہ بہت ہی زیادہ دل برداشتہ تھی۔

"کیا کہا تم نے۔۔۔؟" اس نے ہاتھ میں پکڑا چمچ پلیٹ میں رکھ کر شانزے کا سنجیدہ چہرہ دیکھا۔

"میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ مجھے شوبز میں نہیں جانا۔" وہ اپنی بات پر قائم تھی۔

"پھر کیا کرو گی۔۔۔؟"

"پتا نہیں۔۔۔" وہ حد درجہ مایوس' دل گرفتہ اور رنجیدہ سی تھی۔

"تم میڈیا میں کوئی جاب کیوں نہیں کر لیتی ہو۔۔۔" سرمد نے کچھ سوچ کر کہا تو ایک طنزیہ سی مسکراہٹ اس کے لبوں پر ابھری۔

"کون دے گا مجھے جاب؟ ہر جگہ تو پرچی سسٹم ہے اور میرے پاس تو کوئی سفارش بھی نہیں' آج تک جتنے چانس ملے' سارے آپ کی وجہ سے۔" وہ بیزاری اور مایوسی کی انتہا پر تھی۔

"ویسے تمہارے لیے ایک جاب بھی ہے میرے پاس۔۔۔" سرمد مسکرایا تو وہ چونک گئی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"جاب....؟"

"میرا ماموں زاد کزن ماہیر انگلینڈ سے ایڈورٹائزنگ کی ڈگری لے کر آیا ہے اور اپنی کوئی ایجنسی بنانا چاہتا ہے۔" سرمد نے بہاری کباب اس کی پلیٹ میں ڈالے اور آہستہ آہستہ چیزیں اس کی طرف بڑھانے لگا۔

"اچھا' پھر....؟" شانزے نے آخر کار اپنی دلچسپی کا اظہار کر ہی دیا۔

"لیکن میں نے اسے مشورہ دیا ہے کہ وہ اپنی نیو ایجنسی بنانے کے بجائے کسی کے ساتھ پارٹنرشپ کر لے۔" سرمد نے سنجیدگی سے بتایا۔

"ہاں' یہ اچھا مشورہ ہے...." شانزے نے فوراً" ہی اس کی تائید کی۔

"وہ اپنے ساتھ کچھ نئے بندے ہائر کرے گا' تم بھی اس کے ساتھ شامل ہو جانا...." سرمد نے بے تکلفی سے اسے مشورہ دیا۔

"پتا نہیں ان کی چوائس کیا ہو۔ آپ مجھے زبردستی ان پر مسلط کریں گے کیا؟" شانزے نے صاف گوئی سے کہا تو وہ ہنس دیا۔

"اب ایسے بھی حالات نہیں ہیں یار' اب کزنز میں اتنی تو فرینک نس ہوتی ہے کہ بندہ اپنی بات زبردستی بھی منوا لے تو کوئی ہرج نہیں۔"

"چلیں' آپ بات کر کے دیکھ لیں...." شانزے نے تھوڑا سا سوچ کر آمادگی ظاہر کر دی' سرمد کے لبوں سے ایک پُرسکون سانس خارج ہوئی' وہ اب مزے سے لنچ کر رہا تھا۔

"آپ کی اس کزن کا کیا حال ہے؟ کوئی معاملہ آگے بڑھا۔" شانزے کو ایک دم ہی یاد آیا۔

"اوریدا....؟" سرمد کی آنکھوں میں ایک ساتھ کئی جگنو چمکے۔ "ارے یار! ماہیر اسی کا ہی تو بھائی ہے۔"

"لیکن آپ والے معاملے کا کیا بنا....؟" شانزے کی سوئی وہیں اٹکی ہوئی تھی۔

"بھئی۔ اس معاملے میں' میں اتنا خوش قسمت کہاں' وہ تو اپنا پری میڈیکل کا میرٹ بنانے کے چکر میں ہے' اس لیے دائیں بائیں ذرا کم ہی دیکھتی ہے۔" سرمد نے ہلکے پھلکے انداز سے سچویشن بتائی۔

"ذرا دھیان سے' ایسا نہ ہو' آپ اس کے میرٹ کے چکر میں رہیں اور وہ کہیں اور کمٹمنٹ کر لے۔"

شانزے نے اسے چھیڑا' کچھ بھی سہی' اسے سرمد حقیقت میں بھائیوں کی طرح عزیز ہو گیا تھا۔ اس لیے وہ اس کے ساتھ ہلکی پھلکی چھیڑ چھاڑ جاری رکھتی تھی۔

"ان شاء اللہ ایسا کچھ نہیں ہو گا' میں امی کے کان میں یہ بات ڈال چکا ہوں' وہ موقع دیکھ کر بڑی اماں سے بھی بات کر لیں گی۔" سرمد بالکل مطمئن تھا۔

"آپ تو بہت تیز نکلے...." شانزے ہنسی....

"ظاہر ہے بھائی کس کا ہوں...." سرمد نے شرارت سے اس کی طرف اشارہ کیا تو وہ کھلکھلا کر ہنس پڑی۔ دونوں نے بہت اچھے ماحول میں کھانا کھایا۔

شانزے فلم والے صدمے سے کافی حد تک باہر نکل چکی تھی۔ اس لیے جب وہ ہوسٹل آئی تو اس کا موڈ خاصا خوشگوار تھا۔

"شکر ہے تمہارے چہرے پر بھی مسکراہٹ آئی۔" رباب نے اسے مسکراتے ہوئے دیکھ کر شکر کا سانس لیا۔ وہ اب اپنے بستر پر بیٹھی اپنے اونچی ایڑی کے سینڈل اتار رہی تھی۔

"میں نے سوچا ہے رباب! میں شوبز چھوڑ کر کوئی جاب کر لوں...." شانزے کی بات پر رباب مسکرائی۔

"یہ کم از کم بہت بہتر فیصلہ ہے۔"

"ویسے کہاں جاب کرنے کا ارادہ ہے....؟" رباب نے اس کی پھیلائی ہوئی چیزیں سمیٹنا شروع کر دیں۔

"سرمد بھائی کا ایک کزن کسی ایڈورٹائزنگ ایجنسی میں پارٹنرشپ کر رہا ہے...." شانزے نے لاپروائی سے اطلاع دی۔

"یعنی کہ تم نے قسم کھالی ہے کہ شوبز کا پیچھا نہیں چھوڑنا' خیر یہ اس کام سے ہزار درجے بہتر ہے۔" رباب نے بے تکلفی سے تبصرہ کیا۔

"تم ہی تو دن رات منع کرتی تھیں مجھے۔ میں نے سوچا' بات مان لینے میں کوئی ہرج نہیں۔" شانزے کا

WWW.PAKSOCIETY.COM
READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

موڈ آج واقعی خوش گوار تھا۔
"بھئی شانزے! اب دن دیہاڑے جھوٹ تو نہ بولو۔"
رباب نے اسے شرارت سے گھورا۔ "وہ تو اللہ کی ہی مرضی نہیں تھی، ورنہ تم نے تو اپنی طرف سے کافی زور لگالیا تھا۔" رباب کی صاف گوئی پر وہ کھلکھلا کر ہنسی۔ اس کی بات کوئی اتنی غلط بھی نہیں تھی۔

☼ ☼ ☼

پندرہ دن کے بعد ہی سرمد کی کال آگئی تھی۔ اس کے کزن کے ایڈورٹائزنگ ایجنسی کے مالک سے سارے معاملات طے ہو چکے تھے۔ وہ اب اپنا آفس سیٹ کررہا تھا اور ایک ہفتے کے بعد شانزے انٹرویو کے لیے اس کے آفس میں موجود تھی۔ سیاہ رنگ کے نیٹ کے سوٹ میں وہ اس قدر دلکش لگ رہی تھی کہ ایجنسی کی ریسپشن پر موجود لڑکی سمجھی کہ وہ یہاں کسی کمرشل کے آڈیشن کے لیے آئی ہے۔ ایک پھیکی سی مسکراہٹ شانزے کے لبوں پر پھیل گئی۔ وہ سرمد کے کہنے پر یہاں آتو گئی تھی لیکن وہ خود کسی قریبی سگنل پر ٹریفک جیم میں پھنسا ہوا تھا۔ جب کہ سرمد نے اسے ویٹنگ لائن میں بیٹھا رکھا تھا۔ شانزے وہاں بیٹھے بیٹھے اکتاہٹ کا شکار ہورہی تھی۔
"سرمد بھائی! وہ تو مجھے انٹرویو کے لیے ہی نہیں بلا رہے، میں ایک گھنٹے سے ویٹ کررہی ہوں۔" اس نے تنگ آکر سرمد کا نمبر ملایا۔
"ڈونٹ ٹیک ٹینشن، میں پہنچ رہا ہوں دو منٹ میں۔" سرمد نے اسے تسلی دے کر فون بند کردیا۔ وہ ویٹنگ ایریا میں بیٹھی ہوئی تھی، کئی مشہور ماڈلز کو پہلے پہل تو اس نے بہت شوق سے دیکھا اور پھر بیزار ہو کر اپنا یہ مشغلہ بھی ترک کردیا۔
آخر کار ماہیر نے اسے اپنے آفس میں بلوا ہی لیا تھا۔ اسے اندر جا کر احساس ہوا، وہ واقعی بہت بزی تھا۔ شانزے کی طرف دیکھ کر وہ بے تکلفی سے مسکرایا، اور اسی وقت اس کے سیل فون پر کال آگئی۔ دو منٹ بات کر کے اس نے فون بند کیا اور شانزے کو دلچسپ نظروں سے دیکھا۔ وہ اس وقت ساری دنیا سے بیزار لگ رہی تھی۔
"آپ جاب کے بجائے ماڈلنگ کیوں نہیں کرتیں؟"
ماہیر نے اپنے سامنے بیٹھی دلکش خدوخال کی حامل لڑکی کو مزے سے مشورہ دیا۔ سرمد نے ماہیر کا یہ جملہ اس کے آفس میں داخل ہوتے ہوئے بغور سنا اور مسکرادیا۔
"تم پلیز اس کا انٹرویو لو، اسے مشورے مت دو۔"
وہ اپنے لیپ ٹاپ کا بیگ میز پر رکھتے ہوئے شانزے کی طرف دیکھ کر مسکرایا۔
"کیسی ہو چھوٹی....؟" سرمد کے بے تکلف انداز پر ماہیر چونکا۔
"فائن.... اینڈ آپ...." وہ ماہیر کی وجہ سے ذرا تکلف سے بات کررہی تھی۔
"بس ٹریفک جیم میں پھنس گیا تھا یار! اس لیے دیر ہوگئی۔" اس نے ماہیر کے سامنے رکھے جگ سے پانی گلاس میں ڈالا اور ماہیر کی طرف متوجہ ہوا۔
"ایسا کرو یار! تم شانزے کا اپائنمنٹ لیٹر بنواؤ، انٹرویو بعد میں کرتے رہنا۔" سرمد کے دوٹوک انداز پر ماہیر کا منہ حیرت سے کھلا کا کھلا رہ گیا۔
"لیکن...." ماہیر کچھ شش و پنج کا شکار ہوا۔
"دو بندے میں نے اپائنٹ کرنے تھے ناں، تم شانزے کا نام میری لسٹ میں ڈال دو۔" سرمد طے کر چکا تھا کہ اس نے کیا کرنا ہے۔ شانزے نے چونک کر ماہیر کی طرف دیکھا جو الجھن کا شکار لگ رہا تھا۔ شانزے کو لگا جیسے اسے زبردستی یہاں پر ایڈجسٹ کیا جارہا ہے۔ اس سوچ نے اس کا سارا موڈ غارت کردیا۔ دوسری جانب ماہیر تو اس کے دلکش خدوخال میں الجھا ہوا تھا۔
"خیر، ان کا نام تو میں تمہاری لسٹ میں نہیں ڈال سکتا۔" ماہیر کے معنی خیز انداز پر شانزے زبردست انداز میں چونکی۔ ٹھٹکا تو سرمد بھی تھا لیکن جلد ہی سنبھل گیا۔
شانزے کے چہرے کی رنگت متغیر ہوئی۔ اس نے

WWW.PAKSOCIETY.COM
READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

میز پر رکھا اپنا کلچ اٹھایا اور کھڑی ہو گئی۔
"کیا ہوا۔۔۔؟" سرمد ایک دم ہی پریشان ہوا۔
"سرمد بھائی! مجھے یہ جاب نہیں کرنی۔۔۔" شانزے اپنی بات کہہ کر تیزی سے کمرے کا دروازہ کھول کر باہر نکل گئی۔ سرمد اور ماہیر دونوں ہی ہکا بکا رہ گئے۔
دونوں کو ہی اس سے اس قدر شدید رد عمل کی توقع نہیں تھی۔ ماہیر کو لگا جیسے کمرے کی ساری ہی روشنیاں مدھم پڑ گئی تھیں۔

☼ ☼ ☼

وہ ایک عجیب سا دن تھا۔ سورج گرہن نے کچھ لمحوں کے لیے پورے ملک کو تاریک کر دیا تھا اور ایسی ہی تاریکی بختاور کے دل و دماغ پر بھی طاری تھی۔ بدگمانی کی دھند نے اس کے سارے وجود کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا تھا' وہ خود سر محبت کا ہاتھ تھام کر اتنی دور آ گئی تھی' جہاں سے پلٹنے کا کوئی راستہ نہیں تھا۔
"میرا آج کلاسز لینے کا کوئی موڈ نہیں۔۔۔" وہ سست انداز سے فارمیسی ڈیپارٹمنٹ کے پاس آن کر کھڑی ہو گئی۔
"لیکن آج تو بہت اہم لیکچرز ہیں بختاور۔۔۔" نیلم نے اسے سمجھانے کی کوشش کی۔
"تو تم لے لو ناں جا کر۔۔۔" بختاور نے اسے مفت مشورہ دیا۔
"اور تم کیا کرو گی۔۔۔؟" نیلم نے سوالیہ انداز سے اپنی دوست کو دیکھا جس کے رنگ ڈھنگ آج بدلے ہوئے تھے۔
"میں ہاشم کے ڈیپارٹمنٹ کی طرف جا رہی ہوں' اس کا آج تھیسس کا وائیوا ہے۔۔۔" بختاور نے فوراً" بہانا بنایا' ورنہ ہاشم کا وائیوا تو ہو چکا تھا۔
"چلو ٹھیک ہے' تم جاؤ' وہاں سے ہاسٹل جاؤ گی یا ڈیپارٹمنٹ۔۔۔" نیلم نے اس کا اگلا پروگرام جاننا چاہا۔
"ہاسٹل۔۔۔" بختاور آج ضرورت سے زیادہ سنجیدہ تھی۔
"چلو ٹھیک ہے' اپنا خیال رکھنا۔۔۔" نیلم نے فکر مند انداز سے اس کی طرف دیکھا اور کیمسٹری ڈیپارٹمنٹ کی طرف چل پڑی۔ راستے میں ایک دفعہ اس کا دل چاہا کہ وہ پلٹ جائے اور بختاور کے ساتھ ہی رہے' لیکن پھر اس نے سر جھٹک کر ڈیپارٹمنٹ میں قدم رکھ ہی دیا تھا۔
بختاور تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے کمپیوٹر سائنس ڈیپارٹمنٹ کی طرف آ گئی' جہاں طے شدہ وقت کے مطابق ہاشم کھڑا تھا۔ اسے دیکھ کر اس نے رسٹ واچ پر ایک نظر ڈالی اور اس کی طرف چل پڑا۔
"اپنا آئی ڈی کارڈ لائی ہو ناں۔۔۔" ہاشم نے سلام دعا کیے بغیر اس سے پوچھا۔ بختاور نے اثبات میں سر ہلا دیا۔
"چلو پھر۔۔۔" وہ اسے ساتھ لیے پارکنگ کی طرف بڑھ گیا۔ بختاور کا دل بجھا بجھا سا تھا۔ وہ بالکل خاموشی سے اس کے ساتھ چل رہی تھی۔ ہاشم ایک سفید رنگ کی مہران گاڑی کے پاس رکا اور چابی سے اس کا دروازہ کھولنے لگا۔
"یہ گاڑی کس کی ہے۔۔۔؟" بختاور حیران ہوئی۔
"میرے دوست کی۔۔۔" اس نے سنجیدگی سے کہہ کر اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔
"لیکن ہم اس میں کیوں جا رہے ہیں۔۔۔" بختاور نے الجھن آمیز نظروں سے ہاشم کی طرف دیکھا جو گاڑی اسٹارٹ کر رہا تھا۔
"بے وقوف لڑکی! میں صبح سویرے تمہیں کسی پبلک ٹرانسپورٹ پر تو کچہری میں نہیں لے جا سکتا تھا۔" ہاشم نے نرم لہجے میں جواب دیا۔
"پریشان کیوں ہو بختاور۔۔۔" وہ بہت دھیان سے گاڑی چلاتے ہوئے بولا۔
"پتا نہیں کیوں' بہت عجیب لگ رہا ہے۔۔۔" بختاور نے صاف گوئی سے کہا تو وہ دھیمے سے انداز میں مسکرا دیا۔
"کچھ نہیں ہو گا' تم کسی بھی چیز کو ذہن پر سوار مت کرو۔۔۔" وہ دوستانہ انداز میں اسے تسلی دے رہا تھا۔
"ہاشم! ہم کچھ غلط تو نہیں کر رہے۔۔۔؟" بختاور نے

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

سردیوں کے موسم میں بھی اپنے ماتھے پر آئے پسینے کو صاف کرتے ہوئے جھجک کر پوچھا۔ ہاشم کا موڈ ایک دم ہی تبدیل ہوا۔ اس نے بوسن روڈ پر اچانک ہی گاڑی ایک طرف کھڑی کردی۔

"کیا ہوا...؟" بختاور کو حیرانی ہوئی۔

"دیکھو! اگر تمہیں لگ رہا ہے کہ ہم واقعی غلط کر رہے ہیں تو میں گاڑی واپس موڑ لیتا ہوں۔" وہ آج کل چھوٹی چھوٹی باتوں پر خفا ہو جاتا تھا۔

"میں نے ایسا تو نہیں کہا۔" اس کا یہ انداز بختاور کی جان نکال لیتا تھا۔ "آپ کو اندازہ تو ہے ہمیں کس ذہنی کیفیت کا شکار ہوں' پلیز میری باتوں کا برا مت مانا کریں۔" وہ جذباتی ہوئی۔

"تمہاری ایسی باتوں سے مجھے لگتا ہے جیسے تمہیں مجھ پر اعتبار نہیں ہے' یقین مانو میں اپنی ہی نظروں میں گر جاتا ہوں۔"

ہاشم نے گاڑی دوبارا اسٹارٹ کی تھی اور پھر سارا راستہ دونوں کے درمیان میں کوئی گفتگو نہیں ہوئی۔ حتی کہ بختاور نے نکاح نامے پر بھی بڑی خاموشی سے دستخط کر دیے۔ وہ دونوں جب دوبارا گاڑی میں بیٹھے تو ایک ہو چکے تھے۔ بختاور جس مرحلے کو انتہائی دشوار کن سمجھ رہی تھی' وہ اتنے آرام سے گزر گیا کہ اسے احساس تک نہیں ہوا۔

"کیسا محسوس کر رہی ہو...؟" ہاشم نے پہلی دفعہ اسے پورے استحقاق سے دیکھا۔

"سچ پوچھو تو ابھی کسی بھی قسم کی فیلنگز پیدا نہیں ہو رہیں' اپنا آپ خالی خالی سا محسوس ہو رہا ہے۔" بختاور نے صاف گوئی سے جواب دیا تو وہ مسکرا دیا۔

"آہستہ آہستہ ٹھیک ہو جاؤ گی...." وہ دونوں دوبارا کیمپس میں آ چکے تھے۔ ہاشم نے اس کے کہنے پر اسے بینک چوک پر چھوڑ دیا تھا' وہ بوجھل قدموں کے ساتھ اپنے ڈیپارٹمنٹ کی طرف آ رہی تھی جب اس نے اپنے ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے نیلم کو بابا اور امی کے ساتھ آتے دیکھا۔ بختاور کا اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا نیچے رہ گیا۔ وہ خوف زدہ نظروں سے ان تینوں کو دیکھ رہی تھی اور وہ بھی اس کی طرف متوجہ تھے۔ بختاور کو لگا جیسے وہ رنگے ہاتھوں پکڑی گئی ہو۔ اس نے گھبرا کر ہاتھ میں پکڑی فائل کو مضبوطی سے پکڑ لیا جس میں اس کے نکاح نامے کی ایک کاپی موجود تھی۔

☆ ☆

(باقی آئندہ ماہ ان شاءاللہ)

ادارہ خواتین ڈائجسٹ کی طرف سے بہنوں کے لیے خوبصورت ناول

کتاب کا نام	مصنفہ	قیمت
بساط دل	آمنہ ریاض	500/-
زرد موسم	راحت جبیں	750/-
زندگی اک روشنی	رخسانہ نگار عدنان	500/-
خوشبو کا کوئی گھر نہیں	رخسانہ نگار عدنان	200/-
شہر دل کے دروازے	شازیہ چودھری	500/-
تیرے نام کی شہرت	شازیہ چودھری	250/-
دل ایک شہر جنوں	آسیہ مرزا	450/-
آئینوں کا شہر	فائزہ افتخار	500/-
بھول بھلیاں تیری گلیاں	فائزہ افتخار	600/-
پھلاں دے رنگ کالے	فائزہ افتخار	250/-
یہ گلیاں یہ چوبارے	فائزہ افتخار	300/-
میں سے عورت	غزالہ عزیز	200/-
دل اُسے ڈھونڈ لایا	آسیہ رزاقی	350/-
بکھرنا جائیں خواب	آسیہ رزاقی	200/-
درم کو ضد تھی مسیحائی سے	فوزیہ یاسمین	250/-
اماوس کا چاند	بشریٰ سعید	200/-
رنگ خوشبو ہوا بادل	افشاں آفریدی	500/-

ناول منگوانے کے لیے فی کتاب ڈاک خرچ -/30 روپے

منگوانے کا پتہ:

مکتبہ عمران ڈائجسٹ -37 اردو بازار، کراچی۔

فون نمبر: 32216361

WWW.PAKSOCIETY.COM

READING Section

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY